THE WORLD MISSION OF THE CHURCH

A Summary of the Findings and recommendations
of the Meeting of the
INTERNATIONAL
MISSIONARY COUNCIL.
Tambaram, Madras, 1938.



کلیسیا کی عالمگیر رسالت

انٹرنیشنل مشنری کونسل تامبرم
منعقدہ مدراس دسمبر ۱۹۳۶ء کی
مختصر روئداد

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی - لاہور

بار اول ۱۹۴۰ء ۶ آنہ

3/-

تامبرم کانفرنس مدراس ۱۹۳۸ء
کے
دُنیا بھر سے آئے ہوئے ڈیلی گیٹ



دُنیا کے مشہور مسیحی رہنما ڈاکٹر جان آر۔ موٹ صاحب
صدر نشین تامبرم کانفرنس مدراس

کلیسیا کی عالمگیر رسالت

یعنی

سارے جہان کیلئے کلیسیا کا مقصدِ زندگی

تمہید

شہر مدراس سے سولہ میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو تامبرم کہلاتا ہے۔ اُس جگہ مدراس کرسچن کالج کی نئی عمارتیں حال ہی میں بنی ہیں۔ ۱۹۳۸ء میں تامبرم میں ۱۳ دسمبر سے لے کر ۲۹ دسمبر تک ایک جلسہ ہوا جس میں دُنیا کے تمام مُلکوں کی پراٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے نمائندے شامل ہوئے۔ اِس جلسے کی کارروائی انگریزی زبان میں شائع ہو چکی ہے۔ اِسکے فیصلے کم از کم دس سال تک مستند اور پراٹسٹنٹ کلیسیا کی مجموعی آواز سمجھے جائینگے۔

ہندوستان کی نیشنل کرسچن کونسل نے مناسب سمجھا ہے کہ اِس جلسے کی مختصر رپورٹ (روئداد) ہندوستان کی مختلف زبانوں میں شائع کرائے۔ اِس جلسے میں جن بہت سے اہم مضمونوں پر غور ہوا اُن میں سے بعض مضمون اور بعض مضمونوں کے خاص خاص حصّے ہندوستانی کلیسیا کے عام ممبروں کے لئے خاص

دلچسپی کا باعث نہیں۔ اس لئے انگریزی رپورٹ کا اختصار کرتے ہوئے مفصلہ ذیل اصولوں کو مدِّنظر رکھا گیا ہے:-

(۱) جو مضمون کلیسیائے ہندوستان سے خاص تعلق رکھتے ہیں اُن کو مکمل طور پر درج کر دیا گیا ہے۔

(۲) بعض مضمونوں کے وہ حصے حذف کر دیئے گئے ہیں جو کلیسیائے ہند کے لئے کسی خاص دلچسپی کا باعث نہیں۔ لیکن یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ کہاں کہاں سے حصے حذف کئے ہیں۔

(۳) بعض مضمونوں کے ضروری عنوانوں کا صرف اشارۃً ذکر کر دیا گیا تاکہ پڑھنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ کون کون سے امور زیرِ بحث تھے۔

(۴) جلسے کے عام پروگرام کے علاوہ خاص مضامین غور کیلئے خاص جماعتوں کے سپرد تھے۔ اِن جماعتوں کے فیصلے اس کتاب میں شامل نہیں کئے گئے۔ چند خاص بیان اور تجاویز بھی نظرانداز کر دی گئی ہیں جو جلسے میں پیش یا منظور ہوئیں۔ لیکن یہ کتاب جلسے کی کارروائی کا ایسا نچوڑ ہے جس کو پڑھنے سے اِس عالمگیر تواریخی اور اہم جلسے کا عندیہ اور پیغام کامیابی تک پہنچ جائیگا۔ خدا کرے کہ یہ کتاب اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

لاہور یکم نومبر ۱۹۳۹ء

بی۔ ایل۔ رلیا رام
سیکرٹری پنجاب کرسچن کونسل

دیباچہ

انٹرنیشنل مشنری کونسل کے اس عالمگیر جلسے میں دُنیا کے ۶۹ مختلف حصوں سے ۴۷۱ شخص جمع ہوئے تھے۔ کونسل کی کمیٹی اور اُس کی مختلف مجالس پورے تین سال سے اس جلسے کی تیاری میں سرگرم رہیں۔ شاید یہ پوچھا جائے کہ یہ انٹرنیشنل مشنری کونسل کون سی جماعت ہے۔ اور اس کے مقاصد کیا ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ مختصراً اِس کونسل کے متعلق چند ضروری باتیں بیان کر دی جائیں۔

سنہ ۱۹۱۰ء میں سکاٹ لینڈ کے مشہور شہر اڈنبرا میں دُنیا بھر کی مشنری سوسائیٹیوں کی ایک عالمگیر کانفرنس ہوئی اور اس کانفرنس میں بین الاقوامی اور فرقہ داری شراکت
Interdenominational and International Co-operation
کی بنیاد ڈالی گئی۔

اور ایک مستقل کمیٹی مقرر کی گئی جس کا کام تھا کہ کانفرنس کے مقصد کو پورا کرنے اور اس کے فیصلوں کو عمل میں لانے کی کوشش کرتی رہے۔ چنانچہ جنگِ عظیم کے دوران میں یہ کمیٹی اپنے فرائض کو حتی المقدور پورا کرتی رہی اور سنہ ۱۹۲۰ء میں کمیٹی کو توڑ کر یہ کونسل بنائی گئی تاکہ ایک مستقل بین الاقوامی انجمن ساری ذمہ داری کو اپنے ہاتھوں میں لے۔ مغربی ممالک میں مختلف مشنری سوسائٹیوں کی نمائندہ جماعتیں قائم ہو گئیں اور مشرق، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں نیشنل کرسچن کونسلیں (قومی مسیحی انجمنیں) جاری کی گئیں۔ یہ سب گویا اس بین الاقوامی انجمن (انٹرنیشنل مشنری کونسل) کا ضروری جزو ہیں۔ یروشلیم میں سنہ ۱۹۲۸ء میں اس کونسل کی پہلی عالمگیر کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں نہ صرف مشنری بھیجنے والے مغربی ممالک کے نمائندے شامل تھے بلکہ ایسے ملکوں کے نمائندے بھی شامل تھے جہاں کہ مشنری کام کی وجہ سے نئی کلیسیائیں قائم ہو گئی ہیں۔ اس عرصہ میں ۲۶ قومی انجمنیں (نیشنل کرسچن کونسل) بن چکی ہیں جن میں سے

ہمارے مشنری بھیجنے والے ملکوں میں ہیں اور ہم اُن نئی کلیسیاؤں والے ملکوں میں ہیں۔

ایسی حالت کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ دوسری عالمگیر کانفرنس ایک مشرقی ملک میں جمع ہو تاکہ نئی کلیسیاؤں کے نمائندے آسانی اور کم خرچی سے مغربی ملکوں کے نمائندوں کے برابر حصہ لے سکیں اور ایسے نازک زمانے میں کلیسیا کے مسئلوں کو حل کرنے میں برابر کی مدد دے سکیں۔ چنانچہ اس جلسے میں ہندوستان سے [illegible] منتخب نمائندے اور انگلستان سے منتخب نمائندے شامل ہوئے۔

اس عالمگیر جلسے کے شرکا کو احساس تھا کہ ان کا تامبرم میں اکٹھے ہونا ہی خدا کی مہربانی کا عجیب معجزہ ہے۔ شاید ہی دنیا میں کسی اور جلسے کی ایسی نظیر ہو۔ جس میں کہ دنیا کے اتنے علاقوں اور قوموں کے نمائندے جمع ہوں اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ مختلف قوموں میں اس قدر کشمکش ہے۔ اس خیال سے شرکا نے اپنی بھاری ذمہ داری کو شروع سے ہی محسوس کر لیا تھا۔

جلسے کا مقام:۔

بہت غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ یہ جلسہ تامبرم میں فراہم ہو۔ چین، جاپان اور ہندوستان تینوں ملک اس بات کے خواہاں تھے کہ جلسہ اُن کے ملک کے کسی شہر میں ہو۔ لیکن حالات پر نظر ڈال کر کمیٹی نے ہانگ کانگ کے نزدیک کاولون میں اس عالمگیر جلسے کا انتظام کرنا ٹھہرایا۔ لیکن بعد ازاں اس تجویز کو بدل کر چین کے خوبصورت شہر ہنگ چاؤ کو چن لیا گیا۔ لیکن اس اثنا میں چین اور جاپان میں جنگ شروع ہو گئی اور بہت سے دوست سمجھنے لگے کہ جلسہ ملتوی کرنا پڑیگا۔ لیکن ساتھ ہی ایسے نازک وقت میں کلیسیا کے سامنے ایسے مشکل سوال پیش تھے کہ ضرور معلوم ہوتا تھا کہ باہمی مشورہ کیا جائے اور متحدہ طور پر خدا کی ہدایت حاصل کی جائے۔ اس لئے جب ۱۹۳۷ء میں

انتظامیہ کمیٹی نے اپنے نیویارک والے اجلاس میں متفقہ رائے سے فیصلہ کیا کہ ہندوستان کی نیشنل کرسچن کونسل کی دعوت منظور کی جائے اور جلسہ مدراس کے نزدیک تامبرم میں جمع ہو۔ اور بے مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے مقصد کے لئے یہ جگہ دنیا بھر میں بے نظیر ہے۔ اور اس کی خوبصورتی آرام اور شانتی کی وجہ سے ہی جلسہ اس قدر کامیاب رہا۔

مرکزی مضمون:۔

شروع ہی سے طے کر لیا گیا تھا کہ اس جلسے میں غور و بحث کے لئے مرکزی مضمون یہ ہو کہ کلیسیاؤں کی زندگی کیسے نشوونما کی جائے تاکہ وہ عالمگیر تواریخی مسیحی برادری میں اپنا حصہ پورے طور پر ادا کر سکیں۔ کونسل کی انتظامیہ کمیٹی کا ایک اجلاس ۱۹۳۷ء میں انگلستان کے شہر سالسبری میں ہوا تھا۔ اس اجلاس کے سب ممبر متفق رائے تھے کہ اصولاً اور عملاً دونوں نقطۂ نگاہ سے واجب ہے کہ اس جلسے کی توجہ دائمی مسیحی برادری کلیسیا پر ہی مبذول رکھی جائے۔ بعض حلقوں میں اس فیصلے کو پسند کیا گیا۔ بعض حلقوں میں تو اس لئے کہ وہاں کی کلیسیا بہت چھوٹی ہے اور کام زیادہ تر مشنری صاحبان کے ہی ہاتھ میں ہے۔ اور بعض حلقوں کو تشویش تھی کہ مسیحی برادری سے مراد کہیں کلیسیائی ادارے تک ہی محدود نہ سمجھی جائے۔ لیکن عام طور پر مان لیا گیا کہ ساری مسیحی تحریک کی بہتری کے لئے لازمی ہے کہ کلیسیا اور اس کی زندگی پر ہی غور کیا جائے کہ اس کی حیات کیلئے کیسے ایمان کی ضرورت ہے۔ وہ کس قسم کی گواہی دیتی ہے۔ اس کا اپنے نواح سے کیسا رشتہ ہونا چاہیئے اور اس کے اپنے درمیان کس قدر اتحاد اور شراکت کی ضرورت ہے۔

گذشتہ دو سال میں یورپ میں دو اور عالمگیر کانفرنسیں ہو چکی تھیں۔ جن کا مضمون بھی کلیسیا ہی تھا۔ لیکن اُن کی نگاہ زیادہ تر مقامی کلیسیاؤں پر تھی اور اگرچہ اِن جلسوں میں تامبرم کے مقابلے میں دُنیا کے کم حصوں سے ایلچی شامل ہوئے تھے لیکن کلیسیا کی نمایندگی اور روایات کے لحاظ سے وہ زیادہ بڑے ہوئے تھے۔ اِن جلسوں نے بھی یہ محسوس کر لیا تھا۔ کہ مسیحی دعوے کی سچائی کا انحصار بفضلِ خدا مسیحی جماعت پر ہے۔ کہ اُس کی گواہی کیسی ہے اور اِس ہنگامہ خیز و متغیر دنیا میں وہ کہاں تک انجیل پر ایمان رکھتی ہے اور اُس پر عمل پیرا ہے۔

تامبرم کا جلسہ بھی ایسے ہی نتیجے پر پہنچا۔ بعض شخصوں نے کلیسیا پر زور دینے کو کلیسیائیت (Ecclesiasticism) کے مترادف سمجھا اور جلسے کو یاد دلایا کہ کلیسیا کا مقصدِ زندگی خدا کی بادشاہی قائم کرنا ہے۔ لیکن جلسے کا کوئی شریک یہ ماننے کو تیار نہ تھا کہ مسیحی مذہب محض چند خام خیالوں کا مجموعہ ہے یا کہ مسیحی تحریک محض مغربی ملکوں کی کوشش ہے۔ بلکہ سب دل سے متفق تھے کہ ساری مسیحی رسالت کا دارومدار عالمگیر مسیحی کلیسیا کے ایمان۔ زندگی اور گواہی پر ہے۔

جلسے کا طریقِ عمل:۔

جلسہ تامبرم میں شامل ہونے والوں کی رہنمائی اور تیاری کے لئے بہت مواد پہلے چھپوا کر اُن کو پہنچا دیا گیا تھا اور ایک کتاب میں بہت سے اہم سوال دیئے گئے تاکہ ہر مضمون کے ضروری پہلوؤں پر اُن کی توجہ کھینچی جائے اور وہ پوری تیاری کے ساتھ جلسے میں شریک ہو سکیں۔

جلسہ کی زیادہ کارروائی مختلف زمروں میں کی گئی اور مقابلتاً ایسے بڑے

اجلاس کو جن میں سب شرکا شامل ہوں کم وقت دیا گیا۔ ہر ایک زمرے کا ایک صدر اور ایک ناظم تھا۔ اور ایک دِن پہلے سب صدر اور ناظم جمع ہوئے جہاں انہیں مناسب ہدایات دی گئیں۔

خاص مضمونوں کو چھوڑ کر ۱۶ مقرر شدہ زمرے تھے اور علیحدہ علیحدہ مضمون ان کے سپرد تھے۔ ان میں سے آٹھ زمرے پہلے چار دِن تک تین دفعہ ہر روز اپنا اجلاس کرتے رہے اور باقی آٹھ زمرے دوسرے چار دِن کے لیے اسی طرح جمع ہوئے۔ اس طور کانفرنس کا ہر شریک دو زمروں میں شامل تھا۔ ہر زمرے نے کمیٹی بنا رکھی تھی جو بحث کے ضروری نکات کو تحریر میں لا کر سارے زمرے کے سامنے ردّ و بدل اور منظوری کے لئے پیش کرتی تھی۔ اور ہر ایک زمرے کی رپورٹ بالآخر بھرے جلسے کے سامنے پیش ہوئی اور ہر ایک نمایندے کو نکتہ چینی کا حق تھا۔ لیکن وقت کی کمی اور مضمونوں کی کثرت نے اجازت نہ دی کہ بحث پورے طور پر ہو سکے۔ شام کو یا تو بھرا جلسہ ہوتا تھا جس میں چیدہ اشخاص درس دیتے تھے۔ یا خاص زمرے جمع ہو کر خاص مضامین پر تبادلہ خیالات کرتے تھے۔ مثلاً کلیسیائی اتحاد، پرانی اور نئی کلیسیاؤں کا باہمی رشتہ۔ شہری یا دیہاتی علاقوں کی خاص ضروریات۔

اتوار کے دِن ہر قسم کے بحث مباحثے سے گریز کیا جاتا تھا۔ صبح عشاء ربانی کا انتظام ہوتا جو پہلے اتوار کو آزاد کلیسیاؤں (Free Churches) کے طریقے پر عمل میں آئی اور جس میں لاہور پریسبٹیرین کلیسیا کے پاسبان پادری ٹھاکر داس نے بھی حصہ لیا اور دوسرے اتوار کلیسیائے انگلستان کا دستورِ عمل استعمال ہوا۔ لیکن دونو مرتبہ ہر شخص کو دعوت تھی کہ عشاء ربانی میں شامل ہو۔ بعد ازاں صبح کے وقت بھرا جلسہ ہوتا۔ پہلے اتوار کو دو نہایت اہم درس دیئے

گئے۔ ایک کا موضوع کلیسیا کی اندرونی زندگی تھا اور دوسرے کا دنیا کو مسیح کے لئے کیسے جیتنا جائے یا دوسرا تو ایکسس یعنی جیبدولادت کا دن تھا۔ اور تح کے جلسے میں مختلف ملکوں کے نمائندوں نے گواہی دی کہ مسیح کی خوشخبری نے ان کے ملک کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

ہر جلسہ میں طریقوں سے عبادت کا انتظام ہوتا اور ایک رات بھر برابر دعا ہوتی رہی۔

جلسے کے نتائج :-

تاہم یہ کا جلسہ ختم ہو چکا۔ اور نمائندوں نے اپنے فیصلے اور سفارشیں کلیسیاؤں کے سامنے پیش کر دیں لیکن تجاویز اور شائع شدہ کارروائی پورے طور سے اس بے نظیر روحانی تجربے کو بیان نہیں کر سکتے جو کہ خدا کے فضل سے نمائندوں کو حاصل ہوا۔ تاہم امید واثق ہے کہ ان کے فیصلے اس قابل ہیں کہ کلیسیا ان کا بغور مطالعہ کرے یہ جلسہ اپنی نوع کا لاثانی جلسہ تھا کیونکہ کلیسیا کی تاریخ میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا جس میں اتنی کلیسیاؤں کے باخبر ماہر جمع ہوں۔ اس لئے اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یاد رکھا جائے کہ اس جلسے کے شرکا کو یقین تھا کہ جو باتیں انہوں نے کہی ہیں وہ کہی جانی چاہئیں اور جو سفارشیں انہوں نے پیش کی ہیں وہ ضروری۔ قابل عمل اور برمحل ہیں۔ اور قریباً کلیسیا کے سب بڑے بڑے مسائل پر غور و فکر کیا گیا۔

اہم مضامین کے متعلق تجاویز اور فیصلے آسانی سے طے نہیں ہوتے۔ اس لئے ہمارا متفق الرائے ہو جانا ہمارے لئے ایک عجیب روحانی تجربہ تھا جو صرف ایک دوسرے کے ساتھ روحانی میل ملاپ سے ہی حاصل ہو سکتا

ہے۔ تبادلۂ خیالات اور بحث و مباحثے میں اگر ایک دوسرے کے نقطۂ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش نہ ہوتی اور مشفقانہ محبت سے جستجو نہ کی جاتی کہ ہم دوسروں کو کیا مشترکہ پیغام دے سکتے ہیں تو ہم بڑے فائدے کی باتیں نہ کہہ سکتے۔ ایک دوسرے سے میل جول اور ہم صحبتی کے لطف پسندیدہ اور خوشگوار ہیں۔ لیکن اس مقصد کے لئے عالمگیر کانفرنس بلانا محض فضول خرچی اور تضیع اوقات ہوتا۔ اس جلسے میں جمع ہونے والے نمائندوں کا مطلب جداگانہ تھا۔ وہ اس لئے یہاں آئے کہ متحدہ طور پر خدا کی درگاہ میں حاضر ہو کر اس کی آواز سنیں اور اس کی مرضی کو معلوم کریں اور ایک دوسرے سے ہم کلام ہو کر اگر ہو سکے تو سچائی کی زیادہ گہرائی کو پالیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے کوشش کی کہ وہ اپنے تحریری بیانات اتفاق رائے سے شائع کر سکیں۔ انہیں یقین ہے کہ ان بیانات میں بہت سے قیمتی اور مفید نکتے ہیں جو کہ مسیحی کلیسیا کے فائدے کے لئے ہوں گے لیکن جو فیض انہوں نے خود حاصل کئے ہیں وہ ان تجاویز اور فیصلوں میں پورے طور پر ادا نہیں ہو سکتے اور ان نقطوں میں پورے طور سے بیان کرنا ممکن نہیں۔

مثال کے طور پر ایک نو مسیحی خاتون کا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ نمائندوں کی حاصل تھے۔ ایک نمائندے نے جو ایک جزیرے سے آیا تھا کہا کہ یہاں پر آنا یونیورسٹی میں پڑھنے سے زیادہ مفید ہے۔ اسے اگرچہ تعلیمی مضامین میں تعلیم دی گئی تھی لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے ایک نئی دنیا کھل گئی۔ جو مرد اور عورت تعلیم اور پیشوائی میں پیچھے رہی ہوئی کلیسیاؤں سے آئے تھے ان کو مغرب اور مشرق کی آگے بڑھی ہوئی کلیسیاؤں کے نئے تجربہ کار اور تجربہ کار رہنماؤں سے ملکر مسیحی رہنمائی (Leadership) اور عالمگیر برادری کا ایک نیا اور خوبصورت تصور پیدا ہو گیا۔ اور اگر اس جلسے سے صرف اتنا ہی فائدہ ہوتا

تو بھی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اتنے وقت، روپیہ اور محنت کا خرچ جائز تھا۔

اس جلسے نے یہ بھی ممکن بنا دیا کہ اس موقع پر بہت سے چھوٹے چھوٹے بین القومی جلسے ہوں۔ اور اگر ان کا علیحدہ علیحدہ انتظام کیا جاتا تو بے شمار روپیہ خرچ ہوتا۔ ایسے چند جلسوں کی طرف اشارہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ افریقہ کے ہر شعبہ مشرق، مغرب، شمال اور جنوب سے نمائندے تامبرم میں موجود تھے۔ اور افریقہ میں کبھی اتنے بڑے پیمانے پر اتنے اطراف سے نمائندے جمع نہیں ہوئے۔ اور وہ تامبرم میں علیحدہ جمع ہو کر افریقہ کے مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ یہ بات عجیب تو ضرور معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ کے مسائل کے متعلق باہمی مشورے کے لئے انہیں ہندوستان آنا پڑے لیکن ساتھ ہی اس طور پر انہیں نہ صرف افریقہ کے مسائل کا ہی احساس ہو گیا ہے بلکہ انہوں نے یہ بھی جان لیا کہ عالمگیر مسیحی برادری میں افریقہ کی کلیسیا کی کیا جگہ ہے۔ اسی طور لاطینی امریکہ کے ممالک کے نمائندے بھی آپس میں ملے۔ اور اکثر لوگوں نے لاطینی امریکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور نیز تک یہ ممالک ان کے لئے محض نام تھے۔ اسلامی ممالک میں مسیحی کارندوں نے جمع ہو کر اپنے کام کی مشکلات پر ایک دوسرے سے مشورہ کیا۔ مصر، فلسطین، شام، ایران، عرب اور سب سے بڑے اسلامی ملک ہندوستان میں کام کرنے والوں نے باہمی تبادلہ خیالات کیا۔ اسی طرح بحرالکاہل کے ساحل والے ممالک کے ایلچی مل بیٹھے اور گفتگو کرتے۔ ان چھوٹے جلسوں کا دائرۂ اثر مرکزی جلسے سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

نئی کلیسیاؤں کی زندگی کی مادی حقیقت کے چند منظر آشکارا کرنے کے لئے دو نمائشوں کا انتظام تھا۔ ایک نمائش میں مسیحی کتابیں اور علم ادب

جمع کئے گئے تھے اور دوسری میں مسیحی فنون اور طرزِ عمارت کے نمونے دکھلائے گئے تھے۔ ان نمائشوں نے ظاہر کر دیا کہ کلیسیاؤں نے ان شعبوں میں کیا کچھ کام کیا ہے اور کہاں تک وہ اپنی اپنی قومی روایات کو مسیحی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوتی ہیں۔

یہ کانفرنس دنیا کی تواریخ میں ایک نازک مرحلے پر منعقد ہوئی۔ اس لئے اس کا استدلال اور سوچ بچار نہایت سنجیدگی سے ہوا۔ جرمن، فرانسیسی، شمالی اور جنوبی امریکہ کے رہنے والے سب اپنی قومیت پر غالب آ کر اوپر پرواز کر گئے اور ایک ایسی برادری میں شامل ہوئے جو قومیت کی قید سے آزاد تھی۔ انہوں نے اپنے ملکی مسائل پر اس اعلیٰ جگہ سے نظر ڈالی۔ وقت بتائے گا کہ انہوں نے ایک دوسرے سے کیا سیکھا۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ ایسے تجربے کے بعد ان کے دل میں گہری تبدیلی نہ ہوئی ہو۔

خدا کے الٰہی انتظام کے مطابق ساری مسیحی کلیسیا ایک جان اور یک قالب بنتی جاتی ہے۔ یگانگت کی آخری منزل تک پہنچانے کے لئے خدا انٹرنیشنل مشنری کونسل اور تامبرم کانفرنس دونوں کو استعمال کرتا ہے جنہیں کلیسیا کی موجودہ حالت سے واقفیت ہے۔ انہیں احساس ہے کہ ہماری کمزوریوں اور غرور کے باوجود خدا کا ہاتھ عیاں طور پر کام کر رہا ہے۔ اور یہ جلسہ خدا کے نجات دینے والے کرشموں کی زنجیر میں ایک کڑی ہے اور گواہ ہے کہ خدا کلیسیا کی رہنمائی کر رہا ہے کہ وہ ایک ہو جائے۔ ہاں ایسے ہی ایک جیسے باپ اور بیٹا ایک ہیں۔

باب اوّل

وہ ایمان کیا ہے جس پر کلیسیا کی زندگی کا انحصار ہے

(پہلے زمرے کی رپورٹ)

۱۔ دُنیا کو کیا ضرورت ہے؟

اِس زمانے میں مسیحی کلیسیا کو ایسی دُنیا کو زندگی بخشنا او راُس میں رہنا ہے جس کی بنیادیں تک ہل چکی ہیں ہر سُو لڑائی ہو رہی ہے یا آنے والی جنگ کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ انسان کی حیوانیت اپنے ظلم اور وحشیانہ پن کے ناقابلِ یقین کرشمے دکھا رہی ہے۔ اور ہر طرف ابتری پھیل رہی ہے۔

بہت سے شخص اپنا پرانا ایمان کھو بیٹھے ہیں اور بعض شخص نئے قسم کے بتوں پر جوشیلے ایمان کا اظہار کر رہے ہیں بعض قومیں اور جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے قوم اور جماعت کو ہی اپنا خدا بنا رکھا ہے اور وہ عقیدت بھرے دل سے اسکی پرستش کرتے ہیں اِس طور سے دُنیا کی بے تہذیبی بڑھتی جارہی ہے اس کا نتیجہ جنگ اور انسان کا ایک دوسرے کو ستانا اور ایک دوسرے پر ظلم کرتا ہے۔

۲۔ انجیل شریف کا لبِّ لباب

کلیسیا کا وجود اِس دُنیا میں ہے۔ اِس دُنیا کو بچانا اُس کا کام ہے۔ اور اُس پر فرض عائد ہُوا ہے کہ وہ خدا کے دئے ہوئے پیغام کی کامل سچائی

اور اُس کی پوری طاقت کو سمجھے اور اِس دُنیا کو اُس پیغام کا اعلان کردے۔

انسان کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اُس کا ایمان زندہ اور سچا ہو۔ اِس لئے سب سے پہلے ہم نے دریافت کرنا ہے کہ کلیسیا کا ایمان کیا ہے؟ + + + + انسان تبھی زندہ رہ سکتا ہے اگر اُس کو اُس خدا پر ایمان ہو جو خداوند یسوع مسیح کا باپ تھا۔ سب چیزوں میں سے بڑھ کر اور سب چیزوں میں اور سب چیزوں کے ذریعے اُس کی پاک مرضی پوری ہوتی ہے۔ ہم کو پیدا کرنے میں یہی مقصد ربّ العالمین کے پیشِ نظر تھا۔ دُنیا اُس کی ہے۔ اور وہی اُس کا بچانے والا ہے۔

انسان خدا کا بچہ ہے وہ خدا کی شکل میں پیدا ہُوا۔ اور خدا اُسے معرضِ ہستی میں لایا ہے تاکہ وہ خدا کی شراکت میں پرورش پائے اور دُنیا میں خدا کے خاندان کا رکن ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت کی زندگی گذارے۔ لیکن اپنی قدرت میں خدا نے اُسے آزادی دے رکھی ہے۔ یہ عجیب بھید ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے انسان اکثر غلط راستے کو چن لیتا ہے اور اپنے ہی مطالب کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اپنے باپ کی مرضی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ وہ من مانے طرزِ عمل کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی اُس کی زندگی کی بربادی اور اُس کی سب سے بڑی خرابی ہے۔ خدا سے جدا ہو کر وہ اپنی نجات ایسی جگہوں میں ڈھونڈتا ہے جہاں وہ نایاب ہے وہ نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے آپ کو بچانے کے بالکل ناقابل ہے۔ اِس لئے اُسے دلی تبدیلی۔ معافی اور نئے جنم کی ضرورت ہے لیکن اُسے کون

جہاں + + + + یہ نشان دئے گئے ہیں وہاں اصلی متن کے حصّے حذف کئے گئے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے مضمون کا حقیقی مقصد مفقود نہیں ہوتا۔

بچائے؟ انسان کو خدا ہی ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ذریعے بچاتا ہے۔ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا۔۔۔ کہ جو اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" یہی انجیل کا لب لباب ہے اور اسی انجیل کی ہم منادی کرتے ہیں۔

خدا نے اپنی بے بہا محبت سے خود حضرتِ انسان کی نجات کا انتظام کیا۔ خدا خود ناصرت کے یسوع میں ہمارے درمیان آیا۔ کلام مجسم ہوا یسوع ہی نے اُس نے گناہ اور موت پر غلبہ پایا۔ خداوند یسوع مسیح اپنی تعلیم اور بھرپور محبت کی زندگی سے انسانوں کو یاد دلاتے ہیں کہ خدا اُس سے کس قسم کی زندگی بسر کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ اُس کو شرم دلاتے ہیں کہ کس قدر اُس نے خدا کی مرضی سے غداری کی ہے۔ خداوند مسیح پر ایمان لانے اور اُس کی پوری فرمانبرداری کرنے سے وہ پھر واحد سچے خدا پر بھروسہ رکھنا سیکھتا ہے۔ خداوند مسیح نے اذیت سہہ کر اور اپنی صلیبی موت سے انسانوں پر عیاں کر دیا ہے کہ گناہ کتنی مکروہ چیز ہے تاہم خدا انسان کو معاف کرتا ہے۔ خداوند مسیح کا جی اُٹھنا موت اور بدچلنی پر پاکیزگی اور محبت کی فتح ہے۔ مسیح کی موت سے جی اُٹھی ہوئی زندہ حضوری کے ذریعے انسان ہمیشہ کی زندگی کا وارث بن سکتا ہے لیکن لازمی ہے کہ وہ اپنی مرضی کو خداوند کے تابع کر دے اور روزانہ صلیب کے قدموں پر وہ اپنی طاقت کو تازہ کرے۔ اِس طرح وہ معافی کی خوشی اور مضبوطی میں ہر قسم کی برائی پر پورا غلبہ پا سکتا ہے۔

خدا کی بادشاہی قائم کرنا خداوند مسیح کا مرکزی مقصد تھا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی کہ پہلے خدا کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی

کو ڈھونڈو۔ خدا چاہتا ہے کہ انسان دُکھ برداشت کرنے والی محبت سے اور الٰہی مدد پر پورا بھروسہ رکھ کر خدا کا ساتھی ہو کر کام کرنے والا بن جائے تاکہ دُنیا میں برادری، سچائی اور انصاف قائم رہے۔ اُس کی بادشاہی دُنیا میں اور دُنیا سے باہر دونوں جگہ ہے۔ وہ اُس دن پورے طور پر قائم ہو جائیگی۔ جب اُس کی حکومت کی سلطنت کا پورا دور شروع ہوگا۔ اور جب نیا آسمان اور نئی زمین آشکارا ہو جائینگے اور موت اور گناہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔

خدا نے نہ صرف خداوند مسیح ہم کو بخشا بلکہ کلیسیا کے ذریعے اپنی پاک روح بھی ہم کو عطا کی۔ خداوند مسیح کی سچی کلیسیا اُن شخصوں کی برادری ہے جنہیں خدا نے اندھیرے سے نکال کر اپنی لاثانی روشنی میں لا کھڑا کیا ہے۔ کلیسیا کو پاک روح کی طاقت اور رہنمائی دی گئی ہے تاکہ وہ دُنیا میں خدا کی نجات کے کام کو جاری رکھ سکے۔ وہ کوشش کرتی رہتی ہے کہ اپنے شرکاء کو خداوند مسیح کے علم میں ترقی دیتی رہے۔ اُن کو خداوند کی نجات دینے والی محبت کی یاد دہانی کراتی رہے۔ یقین دلاتی رہے کہ خداوند میں اُن کو خدا کی معافی مل سکتی ہے اور اُن کو سکھاتی رہے کہ محبت کا راستہ یہی ہے کہ وہ خداوند مسیح میں اپنے بھائیوں کی خدمت کریں۔

سچی کلیسیا اپنے مالک خداوند کی محبت سے بیقرار ہو کر اس کے فضل کی خوشخبری اُن کے پاس لے جاتی ہے جو اس نعمت سے بے بہرہ ہیں۔ وہ خداوند کی اِس دُنیا میں رحیمانہ اور شفا دینے والی خدمت کی پیروی کرتی ہے۔ وہ انسان کی مجلسی زندگی کی خرابیوں اور بے انصافیوں پر گواہی دیتی ہے۔ وہ اُن کی رنجیدگیوں اور کاوشوں کو اپنی دُعاؤں میں یاد کرتی ہے۔ کلیسیا کو ہی یہ سنجیدہ استحقاق ملا ہے کہ مسیح کے دُکھوں میں ہم شریک ہوں۔

ہمیں اعتراف ہے کہ ہماری کلیسیاؤں میں بہت سی کمزوریاں اور خامیاں ہیں باوجود اس کے مسیح کی کلیسیا اُن ہی میں پائی جاتی ہے۔ اور انسان کی نجات کی اُمید کا انحصار اس کام پر ہے جو خداوند کلیسیاؤں کے ذریعے کرتا ہے۔ کلیسیا کی پرورش اور تربیت سے مسیحی زندگی اپنی کاملیت کو پہنچتی ہے۔ اور کلیسیا کی برادری میں خوشی بھری خدمت اور عبادت پوری ہوتی ہے۔

اگر کلیسیا اس ایمان کی پوری گہرائی۔ طاقت اور اُس کے لاثانی انداز کو پھر حاصل کرنا چاہتی ہے تو اُس پر لازمی ہے کہ وہ خدا کے کلام کے لگاتار مطالعہ سے اپنی زندگی کی نشوونما کرتی رہے۔ اس لئے ہم جرأت سے تمام مسیحیوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ بائبل کے مطالعہ میں غفلت نہ کریں کیونکہ صدیوں سے بائبل مسیحی ایمان کو سکھلانے والی اور سنبھالنے والی ہے۔ جس حد تک وہ اکٹھے ہو کر دُعا اور مراقبے میں اُس کا مطالعہ کریں گے اُسی حد تک وہ اس زمانے کی بے ایمانی اور ابتری میں اپنے فرض کو ادا کر سکیں گے۔

کلیسیا کو بُلاہٹ:-

یہی ایمان ہے جس کی کلیسیا اپنی زبان اور اپنے طرزِ عمل سے منادی کیا چاہتی ہے۔ (+ + + +)

اس زمانے میں جبکہ وحشیانہ طاقت کا دور دورہ ہے کلیسیا کو ہمت کرنی چاہیئے اور دُنیا کی قوموں کو دلیرانہ اور بے جھجک گواہی دینی چاہیئے مگر کمینہ ارادے رکھنے والے چند انسانوں کے ارادے ہوں خواہ وہ گروہوں کے ارادے ہوں بے مقدس اور رحیم خدا کی مرضی پر غلبہ نہیں پا سکتے

(+ + + +)

خداوند مسیح دُنیا میں آئے کہ بھرپور زندگی کا راستہ ہر شخص کے لئے کھول دیں لیکن غریبی۔ جنگ۔ نسلی نفرت۔ اپنا فائدہ اُٹھانے کی روح اور ظالمانہ بے انصافی نے اس راستے کے ناکے بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے کلیسیا پر فرض عائد ہوتا ہے کہ مجلسی خرابیوں کی جڑیں اُکھاڑ پھینکے (+ + + +) سب سے بڑھ کر اُس کا فرض یہ ہے کہ وہ خدا کی معافی اور رحم کی انجیل کی منادی کرے تاکہ انسان اُس روشنی کو دیکھیں جو خداوند مسیح میں ہے اور خدا کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو اُس کے تابع کر دیں۔ (+ + + + +)

لیکن ان سب سے بڑھ کر کلیسیا پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے پیغام کا اس دُنیا میں مجسم نمونہ بن جائے (+ + + + +) اُن سب شخصوں سے جن کو انسانی صحت اور امن کی پروا ہے ہم زوردار استدعا کرتے ہیں کہ وہ کلیسیا کو پوری پوری مدد دیں کیونکہ وہ ٹکڑوں میں پاش پاش شدہ انسانیت کے درمیان دلیری سے کھڑی ہے اور انسانوں کے زخموں پر مرہم لگانے میں لگاتار مشغول ہے۔ اُن سے جو اُس کے شریک ذمہ وار ہیں ہم التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوششوں کو دوبالا کر دیں تاکہ کلیسیا اپنے فرض کو زیادہ خوبی سے سرانجام دے سکے اور اُس کی بشارت ساری دُنیا کو پہنچ جائے۔ نئی کلیسیائیں زیادہ مضبوط ہو جائیں۔ شراکت اور اتحاد بڑھ جائے۔ دکھ اُٹھانے والے مسیحی بھائیوں کی مدد کے لئے عملی طریقے استعمال کئے جائیں۔ اور ان سب چیزوں سے بڑھ کر کلیسیا اپنے ایمان میں زیادہ مضبوط ہو جائے جس سے وہ گناہ نا اُمیدی اور موت پر غلبہ پا سکتی ہے۔ ہمارے بھائیو خداوند مسیح کی طرف دیکھو۔ اُس کی صلیب پر نظر کرو۔ آدمیوں میں اُس کے فتحیاب کام پر دھیان کرو اور بہت سی اُمیدیں باندھ لو۔ خداوند مسیح اُٹھایا گیا تاکہ سب

انسان اُس کی طرف کھنچ جائیں۔

یہ زمانہ خوش اُمیدی کا نہیں بلکہ توبہ کا وقت ہے۔ اِس لئے ہم پر فرض ہے کہ خدا کی طاقت۔ محبّت اور دانائی پر ہمارے بھروسے میں کمی نہ آئے۔ بلکہ ہم اپنے منجی کے نام سے انتھک خدمت کرتے جائیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ انسان کی موجودہ دشواریوں کا کیا نتیجہ ہوگا لیکن ہم یقیناً یہ ضرور جانتے ہیں کہ خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنے سے خداوند نے ہم پر ظاہر کردیا ہے کہ آخری فیصلہ اُسی کے ہاتھوں میں ہے خداوند کی بادشاہی ازلی بادشاہی ہے۔ اور جو شخص خداوند مسیح کے ایمان اور بپتسمہ میں اُس کے حصّہ دار ہیں وہ اب بھی انہیں اُس بادشاہی کی فتحیابی۔ اُس کی موجودہ حضوری اور اُس کی غیر فانیت میں اُن کو شریک کرتا ہے ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اپنے بیٹے میں ایک بے بہا عطیہ دیا ہے۔

باب دوم

دوسرے زُمرہ کا بیان

کلیسیا۔ اُس کی ماہیت اور اُس کے فرائض

ہمارے متفقہ خیال میں مندرجہ ذیل بیان کلیسیا کی سچی تصویر ہے:

"کلیسیا خداوند مسیح کا بدن ہے۔ وہ آسمان اور زمین دونو کے خدا کے تمام وفادار فرزندوں کی مبارک رفاقت اور اُس کے مقدسین کی پاک شراکت ہے۔ وہ کائنات اور اُس کے طریقۂ نجات میں بیجا خدا کے پاک مقصد کو ہم پر ظاہر کرتی ہے اور وہ پاک رُوح کے ذریعے مسیح میں خدا کے فضل کو برقرار رکھنے کا وسیلہ ہے۔ پاک رُوح اُس کی زندگی کی محافظ ہے اور اُس کے تمام شعبوں کی لگاتار تقدیس کرنے والی ہے۔"

اِس بیان میں ہم کلیسیا کی ماہیت اور اُس کے فرض منصبی کے عملی اور گواہی دینے والے پہلوؤں پر زیادہ زور دینا چاہتے ہیں۔

اپنی دُنیاوی زندگی میں خداوند گاؤں گاؤں پھر کر اپنی شخصیت میں خدا کا پیغام سناتے رہے۔ اور اُن کے بعد پنتیکوست کے دن خدا کی رُوح نے جنبش کی۔ اب بھی وہ ایک مُلک سے دوسرے مُلک اور ایک شخص سے دوسرے شخص کے پاس خدا کا کلام لے کر

جاتی ہے تاکہ تمام چیزیں خداوند مسیح کے تابع ہو جائیں۔

کلام ایسے بیج کی مانند ہے جو زراعتی زمین میں بویا جائے وہ ضرور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔ بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیج بالکل پھوٹ نہیں رہا اور بعض وقت وہ سوگنا پھل لاتا ہے۔ جہاں کہیں کلام پھل لاتا ہے تو وہ انسان کو دُنیا داری سے بچا کر نئی برادری میں کھینچ لاتا ہے۔ نئے عہد نامے میں یہ برادری کلیسیا کہلاتی ہے۔ اور جیسے کہ اُس کے نام سے ظاہر ہے وہ اُن شخصوں کی [illegible] ہے جو کہ خدا کے بلائے ہوئے اور اُس کی مرضی کے تابع خدا کی بادشاہی کے شہری ہیں۔ یہی کلیسیا ہے۔

ایک طرف تو کلیسیا کی بنیاد رسولوں اور نبیوں پر ہے۔ اس پہلو میں وہ سالم۔ بے تفریق۔ کامل اور مقدس ہے۔ وہ رُوح القدس کے قدموں پر ہو کر سیکھتی ہے اور دُنیا کو سچائی اور سچی زندگی سکھاتی ہے۔ اور اس حیثیت میں وہ ہمارے ایمان کا مرکز ہے۔ دوسری طرف وہ خدا کی مرضی کا احساس کرنے کی انسانی کوشش ہے۔ اور اس حیثیت میں وہ غیر مکمل گنہگار ہے۔ وہ انسانی خصلت کے بموجب محدود اور خامیوں سے بھری ہے۔ اور اپنی دُنیا داری اور نا اتفاقی سے وہ خدا کی بادشاہی کے قائم ہونے کے راستے میں رکاوٹ اور بعض دفعہ سب سے بھاری رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اور سب لوگوں کے دل میں خدا کی سلطنت کو قائم کرنے میں خارج ہو جاتی ہے۔

کلیسیا کا دُنیا پن اور اس لئے مسیحی محبت پر عمل کرنے میں اُسکی ناکامی اُسکی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ اور اس خرابی سے کوئی مسیحی جماعت

بھی مستثنیٰ نہیں۔ لیکن خداوند مسیح ہم کو اپنا بھائی کہنے میں شرم نہیں کرتا۔ اس لئے ہم پر دوگونہ فرض ہے اول یہ ہے کہ ہم کلیسیا کے دُنیا پن کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور دوئم ہر طرح سے لگاتار کوشش کرتے رہیں کہ وہ زندہ گواہ بن جائے۔

کلیسیا میں بعض دفعہ تفرقے اس لئے پیدا ہوئے کہ مسیحی بعض سچی باتیں بھول گئے اور بعض دوسرے مسیحیوں نے اپنا فرض سمجھا کہ اُن بھولی ہوئی سچائیوں کی یاددہانی کرائیں اور اس طور نئے فرقے پیدا ہو گئے۔ کئی بار ان فرقوں سے کلیسیائی زندگی زیادہ دولتمند بن گئی تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انسانی کمزوری اور گناہ کی وجہ سے تفرقے پیدا ہوئے۔ اور جہاں تک وہ انسان کی علیحدگی پسند طبیعت اور غرور کا نتیجہ ہیں ان تفرقوں کے جاری رہنے سے کلیسیا کو بہت ضعف پہنچ رہا ہے اور کلیسیا کے ہر شریک کا فرض ہے کہ تمام تفرقوں سے بالاتر ہو کر متحدہ مسیحی برادری بنانے کی کوشش کرے۔ سچا اتحاد نہ تو سچائی کی قربانی کرنے اور نہ ہی یکرنگی کو اختیار کرنے سے قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن اتحاد کی فوری ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم اپنے منجی خداوند مسیح کی دُعا کے ساتھ ہم آواز ہوں (مقدس یوحنا ۱۷: ۲۱) کہ خدا اپنی کلیسیا کی رہنمائی کرے تاکہ تمام ایمانداروں کا اندرونی اتحاد ظاہر طور پر بھی آشکارا ہو سکے۔

جب تک کلیسیا ہر دم توبہ کرتی ہوئی خدا کی رُوح میں روز بروز تازہ دم نہ ہوتی رہے وہ خدا کی بادشاہی کی معمار۔ اُس کا نمونہ۔ اُس کے آنے کا پیش خیمہ نہیں بن سکتی۔ انہی مقاصد کے لئے کلام اور پاک

رسوم (سکرامنٹ) اُسے ملے ہیں۔ کلیسیا ہی انسانوں کی زندگیوں کے لئے خدا کی تازہ دم کرنے والی اور نجات دینے والی طاقت کا چشمہ ہے۔ ہم نے تو عملی طور پر مسیح کے بدن کلیسیا کی یک جہتی کا ایک نقشہ دیکھ لیا ہے۔ کیونکہ یہاں تامبرم میں ہم نے تجربے سے دیکھا ہے کہ ہم اپنی نسل۔ اپنی تہذیب اور اپنی قومیت سے بالاتر ہو کر ایک برادری میں شریک ہو سکتے ہیں اور اس طور اپنے جنگ و جدل کا جو زہر اور کڑواپن ہم میں ہو۔ اُسے باہر نکال پھینک سکتے ہیں اور کلیسیا کی عبادت۔ پاک رسومات۔ گواہی اور کام میں اپنے ہم ایمان بھائیوں کے ساتھ شامل ہو کر ایک مسیحی جماعت کا احساس پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم سب یہاں خداوند مسیح کے جھنڈے کے تلے جمع ہو کر صلیب کے سپاہی ہیں ۔۔ اکٹھے ہو کر موجودہ زمانے کی لامذہبی اور کافرین کے خلاف ۔۔۔ الرں

دُنیا ۔۔۔ ئے کلیسیا کی اہمیت :-

ہمیں ۔۔۔ معلوم ہے کہ مشرق اور مغرب دونوں میں بہت شخص خاص کر نوجوان ۔۔۔ رہے ہیں کہ مسیحی زندگی یا بشارت انجیل کے لئے کلیسیا کی موجودگی ضرو۔۔۔ ی نہیں۔ ہر مُلک میں ایسے شخص ہیں جو خداوند مسیح کو اپنا اک تو مان ۔۔۔ ں لیکن کلیسیا کی تنظیم میں شریک ہونے سے انکاری ۔۔۔ دا ۔۔۔ لے لیتے ہیں لیکن کلیسیا کے شریک کی ذمہ واری اُٹھانے ۔۔۔ ری ظاہر کرتے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بعض ۔۔۔ ار ۔۔۔ ۔۔۔ بدلنے کے ساتھ ہی کلیسیا میں شامل ہونا نامناسب یا نامکن ہو۔ لیکن ہم تمام مسیحیوں سے بزور درخواست کرتے ہیں کہ اگر

وہ کلیسیا سے بے تعلق ہوں یا بہت تھوڑا تعلق رکھتے ہوں تو ہماری مفصلہ ذیل تصدیقوں پر دھیان دیں۔

(۱) اگرچہ کلیسیا ماضی اور حال میں کئی شعبوں میں اپنے الٰہی فرائض سے کوتاہ رہی ہے تاہم وہ ہی ایسی واحد جماعت ہے اور رہیگی جس کو خداوند مسیح نے اپنا وعدہ دیا ہے اور جس کے ذریعے وہ بنی نوع انسان کے لئے اپنے ارادے کو پورا کریگا۔

(۲) کلیسیا کی برادری محض اَن دیکھی غیر مرئی شے نہیں وہ صرف ایک نصب العین ہی نہیں بلکہ حقیقی اور مادی ہے اور تواریخ دُنیا میں اُس کی ہستی عیاں رہی ہے۔ اس لئے خداوند مسیح کے تمام شاگردوں کا فرض ہے کہ وہ کسی خاص مسیحی کلیسیا میں شامل ہو جائیں کیونکہ یہ خاص جماعتیں اپنے طور پر خداوند مسیح کی عالمگیر کلیسیا اور خداوند مسیح کے پیروؤں کی عالمگیر مجلس کا ایک گونہ ظہور ہیں۔

(۳) اگر ہم کسی خاص کلیسیا میں شامل ہو جائیں تو ہمیں کسی قدر ندامت اور دکھ تو ضرور اُٹھانے پڑینگے۔ لیکن یہ اُس اطاعت اور قربانی کا حصہ ہیں جن کی خداوند مسیح ہم سے توقع رکھتے ہیں۔

(۴) اگر ہم کو یہ پورا احساس ہو جائے کہ کلیسیا کی موجودہ حالت اور اُس کے اصلی روپ میں کس قدر فرق ہے تو ہم کلیسیا کے اندر رہتے ہوئے ہی سرگرمی سے کوشش کرینگے کہ اُس کی اصلاح ہو اور اس میں زیادہ زندگی آئے۔

صرف کلیسیا ہی ذمہ واری اُٹھا سکتی ہے کہ انجیل کی خوشخبری ایک نسل سے دوسری نسل کو پہنچ جائے۔ اور اس کی پاکیزگی قائم

رہے اور اُس کی سب خلقت کو منادی ہوتی رہے ۔ صرف کلیسیا ہی گواہی دے سکتی ہے کہ انسان مسیح میں خدا سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور صرف کلیسیا کے ذریعے ہی خدا اپنے بچوں کو سکرامنٹوں میں اور کلام میں اپنے بے بہا عطیے دیتا ہے ۔

کلیسیا میں عورتوں کا درجہ :-

نہایت ہی ضروری ہے کہ کلیسیا کی زندگی اور کام کے ہر شعبے میں عورتوں کو اپنی خداداد قابلیتوں کا پورا استعمال کرنے کا موقع ملے ۔ مسیحیت کے مختلف فرقوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے طور پر خود فیصلہ کریں کہ کس طرح وہ اس اصول کو عملی جامہ بہترین طور پر پہنا سکتے ہیں ۔ ہم بڑے زور سے درخواست کرتے ہیں کہ سچے دل سے ایسا راستہ نکالیں جس سے عورتیں بھی کلیسیا کی عالمگیر رسالت میں پورا حصہ لے سکیں اور اُس کے پیغام کی ترجمانی میں اپنا فرض ادا کر سکیں ۔

کلیسیا کا لازمی فرض :-

متی رسول کے ۲۸ باب کی ۱۹ و ۲۰ آیتوں میں کلیسیا کے فرض کا ذکر یوں آتا ہے " جاؤ ۔ تمام قوموں کو سکھاؤ اور اُن کو خدا باپ ۔ خدا بیٹے اور خدا روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو " سب سے پہلے اس فرض کو ادا کرنے کی ذمہ واری ہر مقامی کلیسیا اور جماعت پر عائد ہوتی ہے ۔ مُردہ اور جھگڑالو کلیسیائیں خدا کی بادشاہی کے قائم ہونے میں سخت سدِ راہ ہیں مگر زندہ کلیسیائیں اُس کی قائمی کا خدا کے ہاتھ میں سب سے زبردست آلہ ہیں ۔ زندہ کلیسیا اپنی زندگی خدا کے ساتھ عبادت میں بسر کرتی ہے ۔ اُس کے کلام کو سنتی رہتی ہے ۔ اور دعا ۔

مناجات اور سکرامنٹوں کا برابر استعمال کرتی ہے ۔ عبادت میں کلیسیا کے شرکاء کی باقاعدہ شمولیت ۔ اُن کی قربانی کرنے والی محبت ۔ اُن کا برادرانہ نظام ۔ اُن کی بھلائی عامہ کے لئے مخلص خدمت ۔ کتاب مقدس کی روزانہ تلاوت اور بشارتی روح کلیسیا کے زندہ ہونے کے ثبوت ہیں ۔ تقدیس شدہ خاندان اور گھرانے کلیسیائی زندگی کی بنیاد ہیں ۔

خدا کی بادشاہی کی منادی کرنا اور خداوند مسیح کا ایلچی ہونا کلیسیا کا فرض اولین ہے ۔ اگرچہ کلیسیا کے پاس کوئی ایسی سیاسی یا اقتصادی حکمت عملی نہیں جو ساری دُنیا کے لئے یکساں کارگر ہو ۔ ملک اور مجلس میں اُس کی موجودگی ہی اِس بات پر گواہ ہونی چاہیئے کہ مجلسی زندگی میں مسیحی اصولوں پر کاربند ہونا لازمی ہے ۔ اس کتاب میں مسیحی اصولوں کا ذکر آپ کو ملیگا اس لئے ان کو یہاں بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ۔ لیکن کلیسیا کا کوئی بھی کام ہو ۔ مجالسی خدمت ۔ مسیحی علم ادب کی اشاعت ۔ جسم اور روح کا علاج وغیرہ سب اسی بنیادی مقصد کے ماتحت ہیں ۔ وہ راستے کے نشان ہیں جو بتاتے ہیں کہ خداوند مسیح انسان اور انسانی مجلس کے نجات دہندہ ہیں ۔ وہ خدا کے خادموں کے دلوں میں اُس کی محبت کا اظہار ہیں ۔ وہ خدا میں زندہ اور سچا ایمان رکھنے کا لابدی نتیجہ ہیں ۔

کلیسیا کو اپنی عبادت اور گواہی میں اس یقین سے تقویت ملتی ہے کہ وہ آخر کار خدا کی ازلی بادشاہی میں اپنی سب مرادیں حاصل کریگی ۔

باب سوم

نامکمل بشارتی کام

تیسرے زمرے کا بیان

دیباچہ

خداوند نے کلیسیا کو حکم دیا ہے کہ ساری دنیا میں انجیل کی منادی کرے۔ کلیسیا کا بشارتی کام ابھی اِس معیار تک پہنچنے سے بہت دُور ہے بشارت سے ہماری مراد یہ ہے کہ کلیسیائے جامع اپنی مختلف شاخوں کے ذریعے اور اپنے سارے شرکا کی خدمت کے وسیلے روح القدس کی طاقت سے دُنیا کے سامنے خداوند کو اس طور پیش کرے کہ انسان خداوند مسیح کے ذریعے خدا باپ پر کامل بھروسہ رکھیں اور خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتے ہوئے اُس کی کلیسیا کی شراکت میں شامل ہو کر اپنے مالک کی خدمت کریں۔

ہوا جس طرف چاہے اپنا رُخ بدل لیتی ہے۔ ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ اسی طرح خدا کی رُوح بھی موقع بہ موقع اپنا اثر دُنیا کے مختلف علاقوں میں ظاہر کرتی رہتی ہے۔ اور بہت سے مُلکوں میں اس وقت کثیر التعداد لوگ مسیحی کلیسیا میں شامل ہو رہے ہیں اِس سے صاف ظاہر ہے کہ بشارت کے نتائج محض مسیحیوں کی سرگرمی پر منحصر نہیں بلکہ وہ الٰہی ہدایت

پر مبنی ہیں۔ خدا کی روح کلیسیا کو مجبور کرتی ہے کہ وہ انسانی ذرائع پر نہیں بلکہ خدا کی طاقت پر بھروسہ رکھتے ہوئے بشارتی تحریک شروع کریں تاکہ کلیسیا خدا کے بشارتی حکم کو پورا کر سکے۔

وہ علاقے جن میں انجیل کی خوشخبری ابھی تک نہیں پہنچی:-

افغانستان۔ روس۔ بھوٹان۔ بیرونی منگولیا۔ نیپال۔ تبت اور دیگر ملک ایسے ہیں جہاں خداوند مسیح کی گواہی دینا منع ہے۔ ترکستان سے مشنریوں کو نکال دیا گیا ہے۔ ابی سینیا اور افریقہ میں اطالیہ کے مقبوضات میں پراٹسٹنٹ مسیحی کلیسیا کا کام بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ چین کے ۵۴ فیصدی حصے میں مسیحی اثر ابھی تک نہیں پہنچا۔ آدھا منچوریا مسیحی اثر سے باہر ہے۔ انام میں بہت سے علاقے اور قبیلے ایسے ہیں جن تک پیغام ابھی نہیں پہنچا جاوا وغیرہ میں بعض حصے تو بالکل منادی کے لئے بند ہیں بعض میں بہت کم بشارت ہو رہی ہے۔

ہمارے اپنے مُلک ہندوستان میں بہت سی ریاستیں ایسی ہیں جہاں کوئی مشنری نہیں رہ سکتا۔ اور بعض علاقے ایسے ہیں جن میں اگرچہ بیس لاکھ سے پچاس لاکھ تک آبادی ہے لیکن مسیحی گواہی دینے والے بہت ہی کم ہیں۔ اوسطاً ہر دس لاکھ کی آبادی میں ۴۲ پراٹسٹنٹ مشنری اور سات ہزار مسیحی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری بشارتی کوشش کس قدر ادھوری ہے۔ ۸ کروڑ تو صرف پسماندہ اور ہندوستان کے پُرانے اصلی باشندے ہی ہیں جن کی حالت ہماری کوششوں کے لئے ایک نئی بلاہٹ ہے۔ آٹھ کروڑ مسلمان

اور سکھ آبادی میں فی الحال مسیحی کام بالکل ناکافی ہے۔

ایشیا کے دیگر علاقوں میں بھی مشنری اتنے کم ہیں کہ بعض ملکوں میں ایسے وسیع علاقے ہیں جن میں بشارت کرنا بالکل ناممکن ہے۔ ایسی حالت خاص کر عرب۔ عراق۔ ایران۔ ترکی مسلمانی ملکوں۔ برما اور سیام بدھ مذہب والے ملکوں اور جاپان کے دیہاتی علاقے کی ہے۔ نیز ایشیا کا وسطی حصہ دُنیا کے اُن سب سے بڑے علاقوں میں سے ہے جہاں انجیل ابھی تک نہیں پہنچی۔

اگرچہ افریقہ میں دس لاکھ کی آبادی میں ۵۶ پراٹسٹنٹ مشنری ہیں اور کلیسیا کے شرکاء کی تعداد ایشیا کی نسبت زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے تاہم بہت سے علاقے اور قبیلے ایسے ہیں جن تک ابھی انجیل نہیں پہنچی۔ یہ علاقے اور قبیلے خاص کر مسلمانی شمالی افریقہ۔ مغربی فرانسیسی علاقے۔ وسطی افریقہ۔ موزمبین اور نائجیریا میں پائے جاتے ہیں۔

نیز حالات کے مطالعہ سے معلوم ہُوا ہے کہ بہت سی جماعتیں اور گروہ ایسے ہیں جو اپنے ملک سے دوسرے ممالک میں ہجرت کر گئے ہیں اور مسیحی کلیسیا نے ان کے نئے رہائشی علاقے میں اُن تک پہنچنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اِس ضمن میں خاص کر دُنیا بھر کی یہودی جماعتوں کی طرف ہمارا اشارہ ہے۔

+ + + + +

بشارت کا کام پورے طور پر انجام دینے میں کلیسیا کا کیا فرض ہے

سب سے پہلے ہم یہ صاف کر دینا چاہتے ہیں کہ غیر مسیحی دُنیا کو بشارت دینے کی ذمہ واری ساری کلیسیا پر ہے اور ساری دُنیا کے لئے ہے۔ یہ کام اس قدر وسیع۔ اِس قدر ضروری اور اتنا اہم ہے کہ اگر دُنیا

کے تمام حصّوں کے سب مسیحیوں کے وسائل استعمال ہوں تب ہی یہ فرض ادا ہو سکتا ہے۔ ہم اپنے مسیحی تجربے کی بنا پر دعوے سے کہتے ہیں کہ خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ ماننے کے ساتھ ہی شخصی بشارت کا فرض بھی عائد ہو جاتا ہے اور ہر کلیسیا کے ہر شریک کا یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے حاصل کردہ ایمان پر گواہی دے۔

ہم اِس ثابت شدہ امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ پچھلے سالوں میں بشارت اُن علاقوں میں سب سے زیادہ کامیاب رہی ہے جہاں کہ اُس کا دارومدار مشنری صاحبان کی منادی اور اُن کے انتظام پر نہ تھا بلکہ اُس کا بوجھ نئی کلیسیاؤں کے شرکاء نے رضاکارانہ طور پر خود سنبھالا تھا۔ اُن کی روحانی قوت زندگی اور تجربے پر مبنی تھی اور وہ مجبور تھے کہ وہ خوشخبری کو دوسروں تک پہنچائیں۔ نائجیریا میں گذشتہ بارہ سال میں کلیسیا کے شرکاء کی تعداد دوگنی ہو گئی ہے اور نوّے فیصدی نئے نومرید افریقہ کے باشندوں کی اپنی گواہی کے ذریعے مسیحی ہوئے۔ سماٹرا کی باتک کلیسیا اور ہندوستان کی ماس موومنٹ (مجموعی تحریک) اور دیگر علاقوں میں بھی اسی اصول کی سچائی کے ثبوت ملتے ہیں۔ اس لئے بشارتی کام کی صحیح تصویر یہی ہے کہ وہ کلیسیا کا اپنا کام ہے۔ اُس کی رہنمائی کلیسیا کے ہی ہاتھوں میں ہونی چاہیئے۔ اور مشنری صاحبان صرف اس لئے آتے ہیں کہ وہ اِس کام میں حصّہ لیکر کلیسیا کی مدد کریں۔ رسولی زمانے کے مطابق پھر خدا کلیسیا کو بلا رہا ہے کہ اُس کے شریک شخصی اور مجموعی طور پر گواہی دینے والے بنیں۔ اس لئے کلیسیا کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے پاسبانوں اور اپنے شرکاء کو بشارت کا کام کرنے

کی تربیت کرے اور ایسا انتظام کرے کہ مختلف علاقوں اور لوگوں کو مختلف تجربوں کا علم ہوتا رہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کر سکیں مقامی کلیسیا بشارت کو مسیحی گھرانے اور مسیحیوں کی روزانہ زندگی سے شروع کرے۔ خیال رکھا جائے کہ بچے ایمان کی تعلیم اس طور پا ئیں کہ وہ اُن کا اپنا حقیقی تجربہ ہو جائے جس سے نسل بہ نسل بشارت کا کام جاری رہے سنڈے سکول اس کام کے لئے مفید ذریعہ ہیں۔

کلیسیا کے شرکاء کو بشارت کے کام میں تربیت دینے کے لئے بائبل کی مسلسل تعلیم دینے کا اکثر انتظام ہوتے رہنا چاہیئے۔ خیال رکھا جائے کہ تعلیمی اور طبی کام میں بشارت مرکزی مقصد ہو۔ بہت سی کلیسیاؤں میں بشارت کا ہفتہ منایا جاتا ہے جب کہ سب شرکاء سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بشارتی مہم میں شامل ہوں۔ یہ ضروری ہے کہ اس کام اور کلیسیا کی زندگی کے دوسرے شعبوں میں عورتوں کو پورا پورا حصہ دیا جائے۔ بعض حالتوں میں مردوں کو اس خدمت کے لئے زیادہ تیار کیا جاتا ہے جس سے مسیحی جماعت کی ترقی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ پاسبانوں اُستادوں اور دوسرے مسیحی کارندوں کی بیویوں کو بھی بائبل کے مطالعہ کے سبق لینے کا موقع ملنا چاہیئے۔ عورتیں ہی عورتوں کو سب سے بہترین طریقے پر پیغام پہنچا سکتی ہیں۔ اگر عورتوں کی تعلیم میں کوتاہی کی جائے تو خاندان کا صرف مردانہ حصہ ہی پوری تعلیم حاصل کریگا اور خاندانی زندگی یکرنگ نہ رہیگی۔ سارے خاندان کی بشارت ہونی چاہیئے ورنہ مجلسی خرابی پیدا ہو جائیگی۔

عملی کام کرنے کے لئے دعوت:۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بشارت کا کام کس حد تک نامکمل ہے۔ ہم نے یہ بتایا ہے کہ دُنیا کے کئی بڑے بڑے علاقے ابھی تک انجیل کی خوشخبری سُن نہیں پائے۔ لیکن کلیسیا کو اور بھی زیادہ چوکس ہونا ہے کیونکہ اس بیسویں صدی میں بعض ایسے دروازے بند کئے جا رہے ہیں جو انیسویں صدی میں مسیحی گواہی کے لئے کھلے تھے۔ اور دُنیا کے کئی حصّوں میں مسیحیوں پر سختیاں کی جا رہی ہیں اس لئے اس ساعت میں کلیسیا ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ سکتی تاکہ اچھے دنوں کے آنے کی انتظار میں رہے۔ خدا کلیسیا کو آگے بڑھنے کی بلاہٹ دے رہا ہے۔ رُوح کی زبردست تحریک گوناگون ممالک میں لہریں مار رہی ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ اگر کلیسیا آج خدا کی طاقت کے دل ایماندار اور وفادار رہے تو کلیسیا خدا سے کن باتوں کی توقع رکھ سکتی ہے۔

اوائل کلیسیا کو خداوند مسیح بطور خدا ہے " کہنے کے لئے شہید ہونا پڑا۔ دُنیا کے قریباً تمام ملکوں میں مشنریوں کی قبریں پائی جاتی ہیں۔ اُن میں مختلف ملکوں اور قوموں کے وہ مرد اور عورتیں شامل ہیں جنہوں نے جانیں دے دیں تاکہ خوشی سے اقرار کریں کہ خداوند مسیح اُن کا مالک اور نجات دہندہ ہے۔ اس کارِ عظیم میں کلیسیا کو بہت دُکھ اُٹھانا پڑا ہے یہاں تک کہ منادی کرنے والوں کو شہید بھی ہونا پڑا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہر مرحلے پر رُوح کے ظہور نے انسانی زندگیوں اور رشتہ داریوں میں خدا کی طاقت کو خوب عیاں کر دیا ہے۔ اس نئے زمانے میں بھی سابقہ پُشتوں کی نسبت انسان کچھ کم دلیر نہیں ہیں۔ مملکت (State) کی خاطر لاکھوں

جان دیتے ہیں۔ کیا کلیسیا اہل نہیں کہ اپنے شرکاء کو دعوت دے کہ وہ بھی خدا کی بادشاہی کے لئے پھر نئی اولوالعزم مہم جاری کریں؟ کیا کلیسیا اپنے نوجوانوں کو دُنیا کے لئے خدا کے مقصد کی ایک نئی رویا نہیں دکھا سکتی؟ کیا وہ انسانوں کو آمادہ نہیں کر سکتی کہ وہ انجیل کی خاطر بے خوف اور بے دھڑک زندگی بسر کریں؟ خطرہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور اس ساعت ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اپنا بچاؤ ہمارا پہلا فرض ہے۔ دُنیا کی موجودہ حالت میں کلیسیا کو ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ "آگے بڑھتے چلو"۔ ہم کلیسیاؤں سے پُر زور سفارش کرتے ہیں کہ وہ دُنیا کی بشارت کے عظیم الشان کام میں متحد ہو جائیں اور دم نہ لیں جب تک کہ اس دُنیا کی بادشاہیاں خدا کی بادشاہی میں تبدیل نہ ہو جائیں۔ اس مقصد کے لئے ہم کلیسیاؤں سے پُرجوش استدعا کرتے ہیں کہ

(۱) ہر جگہ کلیسیائیں متحدہ دعا کریں کہ چند ملکوں کی روحانی بیداری ایسی پھیلے کہ ساری قومیں دُنیا کی بشارت کے لئے خدمت اور گواہی کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

(۲) پرانی کلیسیائیں نئی کلیسیاؤں کی آواز کو سُنیں اور اُن کی مدد کے لئے زیادہ تعداد میں مشنری بھیجیں۔

(۳) تبت۔ افغانستان اور دیگر ممالک کی پڑوسی کلیسیائیں اِن ممالک کی بشارت کا ذمہ اُٹھائیں۔

(۴) جہاں تک ممکن ہو نئے علاقوں میں داخل ہونے والی مشنیں سابقہ کے علاقوں کی کلیسیاؤں اور مشنوں سے سمجھوتا کرنے کے بعد اپنا کام شروع کریں۔

(۵) تمام کلیسیائیں دوبارہ مطالعہ اور غور کریں کہ ان کے علاقے میں کس طرح پیش قدمی کی تحریک قائم ہو سکتی ہے جس میں ہر مسیحی حصہ لے۔

(۶) ہر علاقے میں تمام کلیسیائیں اور مشنیں بشارت کے کام کے لئے مشترکہ کوشش اور انتظام کریں۔ اور اپنے شخصی اور مالی ذرائع کو اکٹھا کر لیں تاکہ بڑے شہروں اور دیہاتی علاقے کی بشارتی ضروریات بہترین طور پر پوری ہو سکیں۔ اور جہاں کہیں فوری اہم موقعہ ہو وہاں جلد از جلد کمک پہنچائی جا سکے۔

(۷) نیشنل کرسچن کونسلیں آنے والے سالوں میں بشارت کو اپنے دستور العمل میں سب سے مقدم جگہ دیں۔

(۸) نئی کلیسیائیں پُرانی کلیسیاؤں کو اپنے نمائندے بھیجیں تاکہ وہ کلیسیا کی روحانی بیداری پر گواہی دے سکیں اور ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت بڑھا سکیں۔

چوتھا باب

چوتھے زُمرے کا بیان

بشارت دینے میں کلیسیا کی کیا جگہ ہے؟

(۱)

ساری دُنیا کو بشارت دینے کا ذمّہ خدا نے کلیسیا کے سپرد کیا ہے۔ یہ فرض کلیسیا کی جبلّی صفات میں شامل ہے۔ کلیسیا مسیح کا بدن ہے اور اس لئے خدا نے اُسے قائم کیا کہ وہ دُنیا میں اُس کام کو جاری رکھے جسے خداوند مسیح نے اپنی زندگی میں اپنی تعلیم سے شروع کیا۔ اور اپنی موت اور اپنے جی اُٹھنے سے پورا کیا۔ نئے عہدنامے میں کلیسیا کا تصور یہی ہے کہ وہ دُنیا کو انجیل سنانے والی ہے۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ کلیسیا اور قوموں کے موجودہ مرحلے میں یہ اشد ضروری ہے کہ دُنیا کے تمام حصّوں میں کلیسیائیں از سرِ نو اپنے آپ کو جانچیں۔ ایک دفعہ پھر خداوند مسیح کی زندگی اور تعلیم کا زیادہ گہرا اور عملی مطالعہ کریں اور شروع والی کلیسیا کی زندگی پر دوبارہ نظر ڈالیں کیونکہ اُس کلیسیا نے پنتیکوست کے دن سے شروع کر کے مجموعی اور شخصی طور پر زبردست گواہی دی اور اگرچہ اُس کلیسیا کے پاس استعمال کے لئے انسانی ذرائع بہت کم تھے تو بھی نسبتاً اُس کی گواہی کے نتائج بہت زیادہ نکلے۔

(۲)

دُنیا کے سامنے کلیسیا صرف ایک ہی پیغام پیش کر سکتی ہے اور وہ خداوند مسیح ہے جس کے فضل اور طاقت کی کوئی انتہا نہیں۔ بشارت کا دوگونہ مطلب ہے۔ ایک تو خداوند کی دنیوی زندگی کے واقعات اور خدا اور انسان کے متعلق اُس کی تعلیم کو پیش کرنا اور دوسرے اُس صلیب شدہ۔ جی اُٹھے اور جلالی خداوند کو بلند کرنا اور اُس کا اعلان کرنا تاکہ انسان جاگیں اور محسوس کریں کہ وہ گناہ میں پڑ کر کس طرح خدا سے جدا ہو گئے ہیں اور اگر توبہ کریں اور خداوند مسیح پر ایمان لائیں تو وہ گناہوں سے نجات پا کر خدا سے فرمانبرداری اور بھروسے کی نئی زندگی میں داخل ہو کر دُنیا کے لئے نئی امید پیدا کر سکتے ہیں اور اپنی عاقبت سدھار سکتے ہیں۔ اس نئی زندگی کی برقراری اور اظہار کے لئے مسیحی شراکت میں شمولیت ضروری ہے۔ خدا کی معافی اور فضل حاصل کرنے والے کا یہ فرض ہے کہ وہ ساتھ ہی اپنے ساتھی ایمانداروں کی مجلس میں شامل ہو کر سچائی پر گواہی دے۔

(۳)

ہمیں پورا یقین ہے کہ ہر ایک مسیحی کام کی بنیاد بشارت پر ہونی چاہئے اور کلیسیا کے عملی کام کا کوئی شعبہ ایسا نہ ہو جو اس فرض کو ادا نہ کرتا ہو۔ شفا دینا۔ تعلیم دینا۔ بائبل کے حصے بیچنا۔ مسیحی علم ادب۔ دیہات سدھار۔ مجلسی اصلاح سب کام اپنی اپنی جگہ پر مسیحی محبت اور رحم کی روح کا اظہار ہیں اور وہ خداوند مسیح کو انسانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایسے کام کرنے والے جلد یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ اُن کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ انسانوں کو خداوند مسیح کے پاس لائیں ورنہ اُن کی گواہی اور خداوند مسیح کا اظہار نامکمل رہ جائیگا۔

(۱) کلیسیا کا بشارتی کارِ عظیم مقامی کلیسیا اور جماعت سے شروع ہوتا ہے۔ جب جماعت کی اجتماعی عبادت اور اس کے شرکاء کی زندگی خدا کی حضوری سے منور ہو جاتی ہیں تو جماعت خود بخود اس فرض کو سرگرمی سے سرانجام دینے لگتی ہے۔ اور پاسبانی اور بشارتی کام کرنے کی قابلیت حاصل کر لیتی ہے اور اس طور کلیسیا کے لئے رہنما پیدا ہو جاتے ہیں۔ جماعت کی محبت اور سرگرمی کا اظہار اُن خاص کوششوں میں نمودار ہو جاتا ہے جو وہ باہر کے لوگوں کو اپنی برادری میں شامل کرنے کے لئے کرتی ہے۔ ہر ایک شریک کو بھی کوششوں میں شامل کرنا چاہیئے۔ شخصی بشارت کی ہر کوشش جماعت کی روحانی زندگی کو مضبوط کرتی ہے۔

(۲) کلیسیا کی بشارتی روح برقرار رکھنے کی خاص ذمہ داری پاسبان یا پادری یا آرڈینڈ شدہ رہنما کے کندھوں پر ہے اگرچہ علاقے کی بشارت کی ذمہ داری بھی پاسبان کے سر ہوتی ہے۔ اُس کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے جھنڈ کے ہر ایک شریک کو خدا کے ساتھ ملائے اور اپنے ہر ایک کام میں خواہ وہ بشارت یا منادی اور خواہ تعلیم دینا وہ اِس مقصد کو مدِ نظر رکھے۔ وہ اپنے نمونہ تعلیم اور بشارت کے کام میں سرگرمی سے وہ ساری جماعت پر اثر ڈالے تاکہ ہر ایک شریک بشارتی کوشش میں اپنی قابلیت کے مطابق حصہ لے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اُن کے راہنما تیار کئے جائیں۔ بشارتی کام کا اچھا انتظام ہو اور جماعت کی رہنمائی کی جائے۔

(۳) اگرچہ ہم نے بشارتی کام کی ذمہ داری پاسبان کے سر ڈالی ہے تو بھی ہم جانتے ہیں کہ بعض شخص بشارت کے لئے خاص اہلیت رکھتے ہیں اور یہ مناسب ہے کہ اُن کا سارا وقت اسی مقصد کے لئے وقف ہو کیونکہ ایسے شخص پاسبان

کی نسبت خاص مہارت سے اپنے فرض کو سرانجام دے سکنے کے اہل ہیں۔ لیکن ہمیں بڑا شک ہے کہ ایسے علاقوں میں پورا وقت دینے والے بشارتی کارندوں کو تنخواہ پر مقرر کرنا فائدہ مند ہے جہاں کہ کلیسیا مضبوطی سے قائم ہو چکی ہو۔ البتہ اگر ایسے گروہ پائے جاتے ہوں جن تک کلیسیا کا پہنچنا مشکل ہو تو ایسے طریقہ کا استعمال جائز ہے۔ بہر حال مناد انہی شخصوں کو کہنا چاہیئے جو منادی کا کام کرتے ہوں۔ کیٹکسٹ (Catechists) یا پاسبان کے مددگاروں کو یہ نام دینا ہرگز موزوں نہیں۔ جہاں ایسے شخص مل جائیں جو بشارتی کام کے خاص ماہر ہوں تو وہ کلیسیا کے ساتھ وابستہ ہوں خواہ اُن کی تنخواہ مشن سے ہی کیوں نہ آتی ہو۔ یہ بھی مناسب ہے کہ منادوں کی ملازمت اور اُن کا انتظام علاقے کی کلیسیا کے ہاتھوں میں ہونا چاہیئے نہ کہ علیحدہ طور پر مشنری یا مشنری کونسل کے ماتحت۔

(۴) پاسبان سے علیحدہ بشارتی کام اور بشارتی موقع کے لئے مشنری کی خاص ذمہ داری ہے۔ خاص کر یہ ذمہ داری زیادہ ہو جاتی ہے اگر کسی علاقے میں پہلے انجیل سنائی نہ جا چکی ہو یا کلیسیا [illegible] قدر کمزور ہو کہ ابھی اُسے قابل پاسبان اور مناد حاصل نہ ہوئے ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ نہایت ہی ضرور ہے کہ مشنری اپنے آپ کو دیسی کلیسیا کا نمایندہ سمجھے۔ اور پورے طور سے اپنے آپ کو اُس کے ساتھ ایک جانے۔ اور مقامی مسیحی پرستاروں کی مدد۔ دعا اور شراکت سے بشارتی کام کرے تاکہ وہ اُسے اپنا ہی کام سمجھیں۔

(۵) بہت سے ممالک میں بشارت کے کام میں کلیسیاؤں کی طرف سے طلبا بھی حصہ لیتے ہیں اور اُن کی گواہی بڑی مفید ثابت ہوئی ہے۔ لیکن طلبا کی عام سرگرمی کو جائز حدود کے اندر استعمال کیا جائے کیونکہ اُن کا پہلا فرض سکول

کالج اور یونیورسٹی جیسے مشکل مقاموں پر گواہی دینا ہے۔

(۶) ہماری رائے یہ ہے کہ بشارت مرد اور عورت دونو کا مشترکہ فرض ہے۔ بعض شعبے ایسے ہیں جہاں عورتیں زیادہ کامیاب ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح بعض شعبوں میں مرد زیادہ بہتر کام کرسکتے ہیں۔ لیکن دونو ایک ہی ترازو کے پلڑے ہیں۔ اور عام طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بشارتی کام کے زیادہ حصے میں وہ دونو مساوی ہیں۔

(۴)

پنجو ظاہر ہے کہ کلیسیاؤں اور مشنوں کے بشارتی کام میں بہت سی ہیں جن سے خداوند مسیح کی انجیل کی اشاعت میں رکاوٹیں پیدا کمیٹی اس لئے بہت لوگ دیانتداری سے اُسے قبول کرنے سے باز رہ خطرہ ہے کہ مسیحیوں کا شمار تو بڑھ جائے لیکن بشارت کا اصلی مقصد پورا نہ ہو۔ بہت سے ملکوں میں کلیسیا کے اپنے اندر ایسے فرقہ دارانہ یا نسلی امتیاز پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے انجیل پر کلیسیا کی گواہی کمزور پڑ جاتی ہے اور دوسرے شخصوں کو خداوند مسیح کے لئے جیتنا محال بن جاتا ہے۔

جب ہم موجودہ حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ محسوس کرتے ہیں کہ دُنیا کو خداوند مسیح کی فوری ضرورت ہے کیونکہ وہی انسانوں کا خداوند اور اُن کو بچانے والا ہے۔ اس لئے ہم اِس کونسل میں شامل سب ساتھیوں سے التجا کرتے ہیں کہ ہم پوری جانچ سے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اُن سب کمزوریوں کو دُور کریں جو خدا کے کلام کے برخلاف ہیں۔ خدا کے سامنے حاضر ہو کر التجا کریں کہ وہ ہم کو معاف کرے اور اپنی طاقت کی بھرپوری ہم پر ظاہر کرے۔ ہم اِس کونسل کے سارے شرکاء سے یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ واپس جاکر

سرگرمی سے اپنی کلیسیاؤں کو یہ کہیں کہ وہ صفائی اور جرأت سے اُن سب رکاوٹوں کا مقابلہ کریں جو انجیل کی اشاعت کے مانع ہیں۔ خاص کر ایسی رکاوٹیں جو کلیسیا کی اپنی ہی زندگی سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ اپنے اِس بوجھ کو لگاتار خدا کے سامنے پیش کرتی رہیں تاکہ وہ اپنی کلیسیا کو مصفّا اور از سرِ نو تازہ کرے اور وہ اِس دُنیا میں خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے قابل ہو جائے اور اُس کی بادشاہی کے پھیلنے کا زیادہ زبردست آلہ بن جائے۔

پانچواں باب

پانچویں نعرے کا بیان

غیر مسیحی مذہبوں نئی بدعتوں اور دیگر قوموں کی تہذیب کے مقابل کلیسیا کی گواہی

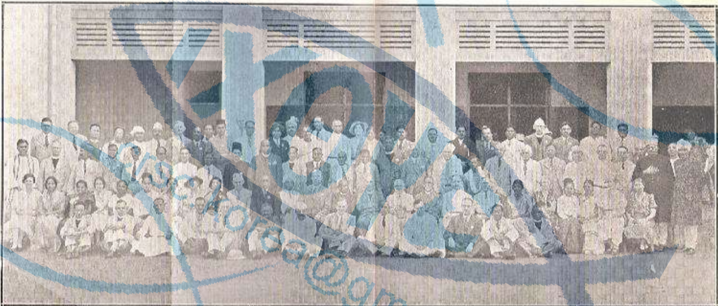
چونکہ خداوند مسیح نے حکم دیا ہے کہ تمام قوموں کو میرا شاگرد بناؤ۔ اس لئے کلیسیا کی عالمگیر رسالت مسیحی مذہب کی عین زندگی ہے۔ کلیسیا خدا کی مرضی کو وفاداری سے تبھی پورا کر سکتی ہے اگر وہ تمام انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے اور اُن کو زبانی اور اپنی عملی زندگی سے خدا کی چیدہ جماعت کلیسیا میں شامل ہونے کی دعوت دے۔ اس فرض کو ادا کرتے ہوئے غیر مسیحی مذہبی دنیا کے اندر ہمیں بہت سے رجحان نظر آتے ہیں۔

الف غیر مسیحی مذاہب کی دنیا میں تبدیلیاں ـــ

(۱) مسیحی مذہب کا اثر:۔

مسیحیت کا دوسرے مذہبوں پر اثر دوگونہ ہے۔ ایک طرف تو وہ اُن کی خوبیوں کو دوبالا اور دوسری طرف اُن کی خرابیوں کو آشکارا کر دیتی ہے خداوند

تامبرم کانفرنس مدراس ۱۹۳۸ء کے ہندوستانی ممبر



کرسیوں والی قطار کے درمیان نیشنل کرسچن کونسل
کے صدر جناب بشپ عزریاہ صاحب تشریف فرما ہیں

مسیح روشنی ڈالنے اور زندگی بخشنے والے ہیں۔ بہت سے غیر مسیحی مسیحیت کے ذریعے نئی تمنائیں حاصل کر لیتے یا اپنے مذہبوں کی مخفی خوبی کو آشکارا کر لیتے ہیں۔ مثلاً

(الف) بہت شخصوں کے دلوں میں خدا کا تصوّر بدل گیا ہے۔ اور بہت سے لوگ صلح اور محبّت والے خدا کو ماننے لگے ہیں۔

(ب) اخلاق میں ترقی ہوگئی ہے۔ جس طرف نظر کرو اخلاقی ترقی اور مذہب کو پاکیزہ بنانے کی تحریکیں نظر آتی ہیں۔

(ج) انسانوں کی زندگی بہتر بنانے کے لیئے نیا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ ہر مذہب کے لوگ مجلسی خدمت میں حصّہ لے رہے ہیں۔ غریبی دور کرنے اور مجلسی برائیوں کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اور مسیحی گواہی دینے کے طریقے دیکھ کر دوسرے مذہب والے ہسپتال۔ مدرسے اور مجلسی ترقی کے دوسرے ذرائع قائم کر رہے ہیں۔

(۲) مسیحی اثرات کو غیر مسیحی کس نظر سے دیکھتے ہیں:۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ غیر مذاہب والے بعض تبدیلیاں اس لیئے کر رہے ہیں کہ مسیحیت کے اثر کو زائل کیا جائے۔ مخالف مسیحیت اپنے مذاہب کے لیئے بڑھ چڑھ کر دعوے کرتے ہیں۔ وہ سرگرمی سے اپنے مذہب کی اشاعت کرنے لگے ہیں اور لوگوں کے جذبات پر نہایت سرگرمی سے اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۳) موجودہ زمانے کی زندگی کے دباؤ کا اثر:۔

موجودہ زمانے کی زندگی ایسی پیچیدہ ہے کہ اُس کے بوجھ سے دب کر مجلس میں انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس سے لازمی طور پر تمام مذہبوں کو

صدمہ پہنچا ہے۔ بہت سی پہلی بندشیں یا تو کمزور ہو گئی ہیں یا بالکل دُور ہو گئی ہیں۔ اس طور بہت سے شخص کئی قسم کے ڈر اور خوف سے آزاد ہو گئے ہیں۔ لیکن مذہب ہی صرف اُن کا واحد اخلاقی رہبر تھا اور وہ اب اُسے بھی کھو بیٹھے ہیں۔

(۴) موجودہ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اصلاح اور نئے نظام کی ضرورت :۔

ہر مذہب کو یہ احساس ہو چکا ہے کہ موجودہ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اصلاح اور نئے نظام کی ضرورت ہے چنانچہ ہندو مذہب اچھوت پن کو دور کر رہا ہے۔ مسلمان دعوے کرتا ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق صرف ایک بیوی کرنے کی سفارش ہے اور بدھ مذہب کے شرکا مختلف قسم کی انجمنیں قائم کر رہے ہیں تاکہ مجلسی اصلاح ہو سکے۔

(۵) ملکیت ر Nationalism کا مذہب پر اثر :۔

ملکیت نے مذہب پر بڑا گہرا اثر کیا ہے۔ اور موجودہ رجحان یہ ہے کہ قوم کے مذہبی جذبات کو قابو میں رکھا اور قوم یا نسل کو لوگوں کی پرستش کا مرکزی معبود بنایا جائے اور اس مطلب کے لئے بعض حالتوں میں ایک خاص مذہب کو دوسرے مذہبوں کے مقابلے میں زیادہ ترجیح دی جا رہی ہے اور بعض حالتوں میں سب مذاہب کو کمزور اور بے اثر بنا دیا گیا ہے۔ دعویٰ ہے کہ ملک کا اپنا ہی مذہب اُس ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بالکل کافی ہے اور مسیحی مشنری صرف اس لئے دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں کہ اپنے بھیجے ہوئے ملکوں کی تہذیب کو پھیلائیں۔

(۶) نئے دین :۔

زندگی کو مادی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے نئے دین اور نئی بدعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ سب سے بڑی مثال ہم کو کمیونزم (اشتمالیت) کی ملتی ہے کیونکہ اکثر اُس کی بنیاد مادی فلسفے پر ہے۔ ان تحریکوں کے رہنما بعض دفعہ مسیحی مذہب کی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن جن جذبات سے متاثر ہو کر وہ اپنی تحریکوں کی بنیادیں ڈالتے ہیں وہ دراصل مسیحی ہیں جن کو یا تو کلیسیا فراموش کر چکی ہے یا اُن کو مٹا چکی ہے۔ اس لئے مسیحیوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ از سرِ نو توبہ کریں اور لگاتار اس کوشش میں رہیں کہ خداوند مسیح کی تعلیم کو زندگی کے ہر شعبے پر حاوی کیا جائے۔

(ب) دُنیا کی موجودہ حالت میں کلیسیا کی گواہی :۔

اگرچہ غیر مسیحی مذہبی دُنیا کی بہت سی تبدیلیاں مشنوں کے کام کا ضمنی نتیجہ ہیں لیکن اس نتیجے کو حاصل کرنا مشنری کام کا مقصد سمجھنا غلطی ہوگا۔ جب تک ہر جگہ کے انسان خداوند مسیح میں خدا کو نہ جانیں اور اُس میں نجات حاصل کرنے والا ایمان نہ لے آئیں ہمارے بشارتی کام کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس تبدیل ہوتی دُنیا میں یہ گواہی دیتے رہیں کہ اُس کا فضل کیا ہے۔ مختصراً ہمارا پیغام یہ ہے کہ خدا باپ خداوند مسیح میں دُنیا کے ساتھ صلح کرتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ خداوند مسیح سب کے لئے راہ۔ حق اور زندگی ہے۔ اور صرف وہی دُنیا کی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔

بہت سے غیر مسیحی مذہب ایسے ہیں جن کو لاکھوں لوگ سچا مانتے ہیں۔ ہمیں انکار نہیں کہ ان مذاہب میں گہرے مذہبی تجربے پر مبنی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اور انہوں نے بڑی بڑی اخلاقی خوبیاں بھی پائی ہیں۔ باوجود

اس اقرار کے ہم جرأت سے اُن مذاہب کے پیروؤں سے عرض کرتے ہیں کہ وہ مسیح کے قدموں پر آئیں۔ کیا غیر مسیحی مذاہب بعض معنوں میں یا کسی حد تک خدا کے مکاشفے کو ظاہر کرتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کے جواب پر مسیحیوں میں اتفاق نہیں۔ اور ضروری ہے کہ ہم مشترکہ مطالعہ اور غور سے اس مضمون پر سوچیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ تمام روحانی بصیرت اور تجربہ صرف مسیح میں خدا کے سامنے پورے طور سے پرکھا جا سکتا ہے۔

ہم نے انسانی مذہبی زندگی کا جو نظریہ پیش کیا ہے وہ متقضی ہے کہ کلیسیا اپنی گواہی دیتے ہیں بعض امور پر دوبارہ نیا زور دے۔

(۱) کلیسیا کا فرض ہے کہ جن لوگوں کو وہ بشارت دے اُن کی مذہبی زندگی میں وہ گہری اور مخلصانہ دلچسپی لے۔

(۲) کلیسیا کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مذہبی ایمانوں کو پورے طور سے سمجھے کہ وہ انسانی زندگی کے مجموعے میں کیا حصہ لے رہے ہیں۔

(۳) کلیسیا کا فرض ہے کہ اپنے ملک کی روایات اور تہذیب سے سب اچھی چیزیں حاصل کرکے اپنی زندگی اور عالمگیر کلیسیا کی زندگی کو زیادہ مالدار بنائے۔

(۴) کلیسیا کا فرض ہے کہ اپنے ممبروں کو ہمت دے کہ وہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ مل کر اُن کے دوش بدوش جماعت کی مجلسی اور اخلاقی بہتری کی تحریکوں میں حصہ لیں۔

(۵) کلیسیا کا فرض ہے کہ تجربہ کرے کہ کس طرح وہ مشترکہ زندگی بسر کرنے والے مسیحی گروہوں کی زندگی کو زیادہ زرخیز بنا سکتی ہے۔

(۶) کلیسیا کا فرض ہے کہ وہ مسیحی یگانگت کا زیادہ کامل اظہار کرے اور

موجودہ زمانے کی خرابیوں کے خلاف متفقہ آواز بلند کرے۔

(ج) گواہی کے لئے بلاہٹ:-

مسیحی کلیسیا کو شرم سے سر جھکانا چاہیئے کہ جس تہذیب کے ساتھ اُس کا واسطہ رہا ہے اُس میں کس قدر لالچ، نسلی غرور، و بے اعتنائی پائی جاتی ہے۔ اور کئی دفعہ یہ خرابیاں اُس کے گھر کی دیواروں کے اندر بھی نظر آتی ہیں۔ مغرب سے مشرق کو آئی ہوئی تہذیب بعض باتوں میں خدا کی بادشاہی قائم ہونے کی راہ میں سدِ راہ ہے۔

لیکن انجیل سنانے کے طریقوں میں جو کچھ تبدیلی بھی کی جائے اُس سے انجیل میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ ایک ہی انجیل ہے جو کلیسیا نے دُنیا کے سامنے پیش کرنی ہے اور انجیل کی بشارت کرنا اُس کے لئے لازمی ہے ورنہ وہ خدا کی مرضی سے غداری کرنے کے جرم کی مرتکب ہوگی۔

اس گمراہ دُنیا کی رہنمائی کے لئے سوائے خداوند مسیح کے ہم کچھ اور ذریعہ پیش نہیں کر سکتے۔ وہی دُنیا کے درد کی ایک ہی دوا ہے۔

چھٹا باب

چھٹے زمرے کا بیان

کلیسیا کی گواہی دینے کے طریقوں اور اصولوں کے متعلق چند عملی مسئلے

بشارت کے تازہ تجربے:۔

(۱) دنیا کے ہر حصے سے اطلاع آرہی ہے کہ ہر جگہ کلیسیا کے سامنے ایسے موقعے کھل رہے ہیں جن سے کلیسیا کے ایمان اور اُس کی سرگرمی کا پورا امتحان ہو رہا ہے۔ بہت سے ملکوں میں کلیسیا نئے دروازے کھٹکھٹانے کی محتاج نہیں بلکہ ضرورت یہ ہے کہ وہ پھٹا پھٹ کھلے دروازوں میں داخل ہو کہ بے حد شخصوں کو اپنے اُس ایمان اور شراکت میں شامل کرے جس پر اُس کی زندگی منحصر ہے۔ معاشرتی زندگی کے اُتار چڑھاؤ اور سیاسی واقعات کے ناقابلِ برداشت بوجھ سے بیزار ہو کر بیزارگی اور لاچاری کی حالت میں انسان روشنی اور طاقت کے نئے ذرائع کی تلاش میں ہیں۔ مخالفت اور ظلم اکثر ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں جن میں انجیل کو نئے طرز میں پیش کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض حالتوں میں خداوند مسیح کی مخالف تحریکوں سے کلیسیا کے لئے نئے

دروازے کھل گئے ہیں۔ کلیسیا کو بلاہٹ آرہی ہے کہ وہ دلیرانہ قدم بڑھائے اور بےخوف لیکن عقلمندانہ گواہی دے۔

(۲) یہ بھی ظاہر ہے کہ کلیسیا خدا کی اس بلاہٹ کا جواب از سرِ نو دلیری سے دے رہی ہے۔ چنانچہ ہر ملک سے نئی بشارتی تحریکوں کی خبر آرہی ہے۔ چین میں پانچسالہ بشارتی مہم۔ جاپان میں خدا کی بادشاہی پھیلانے کی تحریک۔ ہندوستان میں بشارتی پیش قدمی۔ انگلستان میں مذہب کی بلاہٹ شمالی امریکہ کی یونیورسٹیوں میں خاص بشارتی مشن یہ بتاتے ہیں کہ کس طرح کلیسیا موجودہ زمانے کے موقعوں اور ضرورتوں کا سامنا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں کئی گروہ اور شراکتی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں جن کا مقصد مسیحی زندگی کو تقویت دینا ہے اور ان سے بشارت کو بہت مدد مل رہی ہے۔ افریقہ۔ ہندوستان۔ سماٹرا اور بحرالکاہل کے دیگر جزیروں میں گروہ کے گروہ اکٹھے کلیسیا میں شامل ہو رہے ہیں (Mass Movements) جس سے کلیسیا کی ہمت اور تعداد دونوں بڑھ رہی ہے۔ اور اُسے اُن نئے طریقوں کی سمجھ آتی جاتی ہے جو کہ خدا انسانوں کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ پادری صاحبان اور کلیسیا کے عام شرکاء دونوں اس خدمت میں بڑھتا ہوا حصہ لے رہے ہیں جس سے کلیسیا کی روحانی زندگی ترقی کر رہی ہے۔ تجربے نے بتایا ہے کہ عقلمندانہ رہنمائی کے زیرِ اثر اور پادری صاحبان کی مدد سے عام شرکاء بلکہ نئے شریک بھی ایسے شخصوں تک پہنچ سکتے ہیں جن تک پہلے خداوند مسیح کی انجیل نہ پہنچ سکی تھی۔ اُن کی توجہ خداوند کی طرف کھینچنے میں بے نظیر کام کرنے کے قابل ہیں۔ بہت سے شخص ایسے ہیں جو باضابطہ اور منصبی بشارتی طریقوں سے تو انجیل سننے سے انکار

کرتے ہیں لیکن بے ضابطہ خداوند مسیح پر شخصی گواہی سے متاثر ہو جاتے ہیں تاہم انجیل کے پیغام کی طرف لوگوں کا رویہ زیادہ تر کلیسیا کی مجموعی گواہی پر مبنی ہے

(۳) جدید تجربے نے آشکارا کر دیا ہے کہ مسیحیوں نے جان بوجھ کر یا بے سوچے سمجھے ایسی رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں جو لوگوں کو خداوند مسیح کے پاس آنے سے روکتی ہیں۔ یہ لازمی ہے کہ ان رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔

(الف) بعض دفعہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بعض قسم یا بعض جماعتوں کے افراد اپنے مجلسی اخلاقی یا مذہبی حالات کی وجہ سے انجیل کا پیغام سننے سے عاری ہیں۔ کلیسیا کو زیادہ مضبوط ایمان رکھنا چاہیئے کہ خداوند مسیح کا فضل ہر شخص اور ہر جماعت کے لئے کافی اور شافی ہے اور خدا ہر ایک کو اپنے ارادے کے مطابق از سر نو بنا سکتا ہے۔

(ب) ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ مسیحی شاگردی اور کلیسیائی شرکت کے لئے یہ ضروری ہے کہ نو مرید اپنی جماعت یا اپنی تہذیب اور اپنے گرد و نواح سے علیحدہ کر دئے جائیں۔ اگرچہ بعض جماعتیں اپنے افراد کو مسیحی ہو جانے پر گھر سے نکال دیتی ہیں تو بھی ہمیں ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر ایک نو مرید اپنے لوگوں کے درمیان ہی رہے۔ کیونکہ بشارت کا قدرتی طریقہ یہی ہے کہ مسیحی اپنے اثر اور اپنی گواہی کو اپنے رشتہ داروں اور اپنے ہمسایوں کو جیتنے کے لئے استعمال کریں۔

(ج) سب مسیحیوں پر لازم ہے کہ وہ نسلی اور جماعتی غرور سے اجتناب کریں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے معلوم ہو کہ مسیحی کلیسیا لوگوں کے روزمرہ رسم و رواج کے خلاف ہے۔ ہماری زبان عام فہم، ہماری عبادت کے طریقے مناسب حال، ہمارا کلیسیائی انتظام اور ہمارے عبادت خانے حسب فطرت ہونے چاہئیں مسیحی

خادم الدین اور عام شرکائے کلیسیا اپنے ہم وطنوں کے ساتھ پورے طور سے وابستہ ہوں اور ہم یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ انجیل سارے انسانوں کے لئے برحق خدا کا کلام ہے۔ اور کلیسیا کی برادری میں سب لوگ اور سب نسلیں یکساں ہیں۔

(د) ہمارا پیغام خود اس بات کی گواہی ہو کہ سنانے والا خود بخود مسیح کو دوسروں تک پہنچانے کا خواہشمند ہے۔ ہم انجیل شریف کی تفسیر اس طور سے کریں جس سے روحانیت ٹپکے۔ اور حیات بخش باتوں پر زور ہو۔ ہماری منادی محض ظاہر داری نہ ہو۔ اور اس کا ڈھنگ محض پیشہ ورانہ نہ ہو جس سے یہ ظاہر ہو کہ ہم صرف اپنے فائدے کے لئے انسانوں کو مسیحی کلیسیا میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم مسیح کی منادی اس لئے نہ کریں کہ یہ ایسا فرض ہے جس کے لئے ہم کو معاوضہ ملتا ہے یا جو ہم پر لازمی قرار دی گئی ہے بلکہ اس لئے کہ ہم دوسروں کو بھی مسیح کے پاس لانا اپنا سب سے بڑا استحقاق سمجھتے ہیں۔

ماس موومنٹ (اکٹھے گروہوں میں مسیح کے پاس آنا)

بہت سے علاقوں سے خبر پہنچی ہے کہ لوگوں کے جھنڈ کے جھنڈ مشترکہ طور پر خداوند مسیح میں اپنے ایمان کا اقرار کر رہے ہیں اور اکٹھے کلیسیا کی برادری میں شامل ہو رہے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ مسیح کے پاس پہنچنے کا یہ طریقہ بالکل جائز ہے۔ اور یہ طریقہ کسی طرح بھی شخصی مسیحی ذمہ داری یا روحانی بہتری کے منافی نہیں۔ برعکس اس کے ہمارے پاس کافی شہادت ہے کہ اس طریقے سے بعض شخصوں کو مسیح میں ذاتی نجات حاصل کرنے اور مسیحی زندگی بسر کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اور نئے نو مرید اپنی مسیحی شاگردی کو شروع کرتے ہوئے اپنے دلوں

اور رشتہ داروں کے ساتھ گہرے تعلق برقرار رکھ سکتے اور اپنی نئی برادری بنا کر اپنے پرانے رفیقوں سے کامل علیحدگی سے بچ جاتے ہیں۔ اکٹھے رہنے سے وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور معاشرتی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں اور نزدیکیوں پر اثر ڈال کر اُن کو مسیح کے پاس کھینچ لانے کا ذریعہ اور ایمان اور فضل کو پھیلانے کا زبردست راستہ بھی بن جاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ایسی تحریکیں خطروں سے خالی نہیں۔ بعض خطرے تو اِن طریقے ہیں ہی مضمر ہیں اور بعض خطرے خادم الدین اور صلاح کاروں کی غلطیوں اور ناسمجھیوں سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جب ایک برادری کی برادری مسیحی ہو جائے تو وہ اکثر یہ چاہتی ہے کہ اپنے پرانے رسم و رواج کو جاری رکھے خواہ وہ مسیحی تعلیم کے عین برخلاف ہی کیوں نہ ہوں یا وہ جماعتی مذہبی ذمہ واری پر زیادہ زور دیتی ہے اور شخصی مسیحی ریاضت اور پاکیزگی پر کافی دھیان نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ بپتسمہ دینے سے پہلے کافی تعلیم نہیں دی جاتی۔ یا نومریدوں سے اعلیٰ مسیحی معیار برقرار رکھنے کی توقع نہیں کی جاتی۔ یا عبادت اور کلیسیائی انتظام کے ایسے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے نومرید بے بہرہ ہوں۔ یا نومریدوں کے قدرتی رہنماؤں کے تجربے اور قابلیت کا پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ لیکن ہمارے اِس بیان سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم شخصی طور پر کلیسیا میں شامل ہونے کو غلط سمجھتے ہیں کیونکہ ایسے خیال کو ہم سخت غلطی سمجھتے ہیں۔ ہم ان سب خطروں سے بچ سکتے ہیں اور کوئی خطرہ ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی کلیسیا بچ نہ نکلی ہو۔ اس تحریک سے کئی مضبوط اور خود مختار کلیسیائیں قائم ہو چکی ہیں۔ اس لئے یہ جلسہ اُن تحریکوں کے لئے خدا کا شکر کرتا اور تمام کلیسیاؤں اور مشنوں سے

درخواست کرتا ہے کہ وہ گذشتہ تجربے کا پورا فائدہ اٹھائیں اور غور کریں کہ کہاں تک وہ اِس اصول کو اپنے علاقے میں عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔

سفارشیں :-

اس جلسے کا یہ ایمان ہے کہ ہم کو خدا سے بڑی توقع رکھنی چاہیئے اور خدا کی خاطر بڑی کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اس لئے بشارتی کام کے دورِ عمل اور حکمت عملی کے متعلق مفصلہ ذیل سفارشیں کی جاتی ہیں۔

(۱) نیشنل کرسچن کونسل اور کلیسیا کی ہر شاخ کی ذمہ وار جماعتیں اور شخص لگاتار اس فکر میں رہیں کہ کس طرح سے ہر مسیحی میں بشارت کی رُوح برقرار رکھی جائے۔

(۲) کلیسیائیں اور مشنیں اپنے بشارتی کام کو مشترکہ ذمہ واری سمجھیں اور بشارتی کام مل کر کریں۔

(۳) متحدہ کوشش کی جائے کہ خداوند مسیح کی انجیل خاص خاص جماعتوں تک اُن کے اپنے حسبِ حال پہنچ جائے ہماری مراد ایسی جماعتوں سے ہے جیسے دیہاتی لوگ۔ مزدور۔ طالب علم۔ ہم پیشہ مرد و عورت یا ہم نسل یا ہم زبان یا ہم طبقہ گروہ۔ اگر ہم اپنے خداوند کے وفادار سپاہی بننا چاہتے ہیں تو ہم عقلمندی سے جانچ لیں کہ کون کون سے طریقے بیسود یا کم کامیاب ثابت ہوئے ہیں اور اُن کی بجائے ایسے طریقے استعمال کریں جو تجربے سے زیادہ کارگر ثابت کئے گئے ہیں۔

(۴) کلیسیا کی نشو و نما اور دوسروں کو انجیل پیش کرنے کے لئے کتابیں پمفلٹ اور اخباریں زیادہ تعداد میں چھپ کر تقسیم ہونی چاہیئیں اور مشترکہ طور پر ریڈیو اور دیگر ایجادوں کا استعمال کیا جانا چاہیئے۔

(۵) بعض مشنیں اور کلیسیائیں ایسی ہیں جو کرسچن کونسلوں اور دیگر متحدہ انجمنوں میں شامل نہیں ہوتیں۔ دوبارہ کوشش کی جائے کہ سب کو اِس دائرہ شراکت میں شامل کرلیا جائے۔ اُن کلیسیاؤں اور مشنوں کا الگ تھلگ رہنا ساری کلیسیا کا نقصان ہے۔

(۶) بعض علاقے ایسے ہیں جہاں خدا کی زیرِ ہدایت انسان انجیل کو قبول کر رہے ہیں۔ اور کلیسیا کی ذمہ داری بڑھ رہی ہے اس لئے ہم یکدم غور کریں کہ ہم کس طرح اپنے موجودہ ذرائع کو بہترین طور پر استعمال کریں اور ایسے موقع سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں اور روپیہ اور آدمی بے فائدہ ایسے علاقوں میں ضائع نہ کئے جائیں جو مقابلۃً بہت کم زرخیز ثابت ہوئے ہوں۔

(۷) کلیسیا کے خادم الدین اس طور پر تیار کئے جائیں کہ وہ بشارتی کام میں اپنی کلیسیاؤں کی سچی رہنمائی کر سکیں۔ مسیحی خدمت کے لئے تعلیم دینے والے مدرسوں کے نصاب اور طریقوں پر اکثر نظرِ ثانی ہوتی رہنی چاہیئے تاکہ بشارتی کام کے لئے اُن کی تاثیر بڑھتی رہے۔ تعلیم صرف سکول کے کمرے میں ہی نہ دی جائے بلکہ طلبا خود عملی کام میں حصہ لیں۔ کامیاب بشارتی علاقوں کا مشاہدہ کریں اور تعلیم کے بعد بھی گاہ بگاہ از سرِ نو چھوٹے معیّن عرصوں کے لئے مزید تعلیم اور تجربہ حاصل کرتے رہیں۔ خادم الدین ایسی تربیت حاصل کریں جس سے وہ ساری کلیسیا کو اپنی بشارتی ذمہ داری سمجھا سکیں اور اُن کی اِس کام میں رہنمائی کر سکیں۔

(۸) ہر ایک کلیسیا اور ہر ایک مشن میں مختلف بشارتی طریقوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ایسا سلجھایا جائے کہ بہترین نتائج حاصل ہو سکیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ خداوند مسیح کی انجیل مردوں تک پہنچانے کے لئے لازمی ہے کہ ساتھ ہی عورت کا بھی اتنا ہی لحاظ رکھا جائے۔ اور جب کبھی بچوں کو تعلیم دی جائے

تو ساتھ ہی اُن کے والدین بھی نظرانداز نہ ہوں۔

(۹) شہری اور صنعتی علاقوں میں بشارت دینے کی مشکلات کا بغور اور گہرا مطالعہ کیا جائے اور کام بڑھانے کی تدابیر نکالی جائیں۔ مفصلہ ذیل مسئلوں پر خاص طور پر غور کرنا ضروری ہے (الف) کس طرح سے تمام مسیحیوں کو کلیسیا کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے؟ (ب) موجودہ اقتصادی انتظام میں جس کی بنیاد بے انصافانہ مقابلے پر ہے مسیحی برادری کا اظہار کیسے تسلّی بخش ہو سکتا ہے؟ (ج) کس طرح سے نسلی اور مذہبی جماعتوں کے تفرقات کو دور کیا جائے؟ (د) شہروں میں پراگندہ مسیحیوں کو ایک جماعت میں کیسے منسلک کیا جائے؟ (ہ) شہروں میں بشارتی کام کے کونسے رستے کھلے ہیں اور کونسے طریقے کارآمد ہیں؟ کیونکہ بڑے شہروں میں کئی کلیسیائیں ساتھ ساتھ کام کرتی ہیں۔ لازم ہے کہ وہ کام اشتراک سے کریں۔ رائے عامہ اکثر شہروں ہی میں بنتی ہے اس لئے نہایت لازمی ہے کہ اُن میں مسیحی کلیسیا کی یک جہتی اور خدا کے صلح کے پیغام پر گواہی برابر اور صریحاً دی جاتی ہے۔

ساتواں باب

ساتویں زمرے کا بیان

کلیسیا کی اندرونی زندگی

عبادت

(۱) + + + + + + +

(۲) ہمارے زمرے نے عبادتی زندگی کی ماہیت پر غور کیا ہے۔ ہر زمانے اور ہر ملک میں خدا ایسے شخصوں کی دعائیں سنتا ہے جو خلوص دلی سے خدا کو ڈھونڈتے ہیں لیکن مسیحی عبادت خداوند مسیح میں خدا کے مکاشفے اور تواریخ انسانی میں خدا کی نجات دینے والے عمل کی مضبوط بنیاد پر قائم ہے اس لئے وہ گنہگار بچوں کا اپنے پاک اور رحیم باپ کو شکرانہ ہے جس کے زندہ حضور میں وہ اپنے منجی کے نام سے حاضر ہوتے ہیں۔ اس لئے مسیحی عبادت میں توبہ۔ گناہوں سے بیزاری۔ ایمان۔ اطاعت۔ خدا کی آواز سننا۔ دھیان۔ اقرار۔ توقع۔ شکریہ۔ محبت اور تعریف سب عنصر شامل ہیں + + + + + +

متحدہ عبادت خداوند مسیح کے خاندان میں شامل ہونے کا قدرتی اظہار ہے۔

+ + + + + + انسانوں کے روزمرہ کے کاموں کا مدوجزر

اُس کی عبادت پر منحصر ہونا چاہیئے۔ اگر عبادت میں انسان کی روزمرہ کی ضروریات مشکلات اور معاشری۔ اقتصادی اور قومی زندگی کی حقیقتیں خدا کے پاک روح کی ہدایت کی روشنی میں سفارش۔ رہنمائی اور روحانی فیضان کے لئے پیش نہ کی جائیں تو وہ پورے طور سے سچی عبادت نہیں ہو سکتی۔

+ + + + + +

+ + + + + +

(۳) عبادت کی اندرونی زندگی لفظوں اور فعلوں میں اور عمارت اور دیگر فنون کی خاموش گواہی میں گویا ظاہری جامہ پہن لیتی ہے۔ ہم نے اظہار کے نئے طریقوں نیز قدیم اور آزمودہ عبادت کے طریقوں کی خوبیاں از سر نو سمجھنے سے اپنی عبادتی زندگی زیادہ گہری بنائی ہے بہت سے ملکوں میں کلیسیا اس امر کی خواہشمند ہے کہ عبادت کے طریقوں میں لکھی ہوئی ترتیب۔ زبانی دُعا اور متحدہ خاموشی تینوں عنصر شامل ہوں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہر ایک پرستش کرنے والی جماعت اپنی دیسی طرز زبان۔ اور طرز نشست۔ دیسی نثر اور نظم۔ دیسی کاریگری اور طرز تعمیر کے استعمال سے نہ صرف کلیسیا کو انسانوں کا حقیقی گھر بنا دیتی ہے بلکہ اس طور سے ہر ایک قوم کے جوہروں کو صلیب شدہ اور جی اُٹھے خدا کے قدموں پر نثار کرتی ہے۔ ساتھ ہی ہم نے یہ بھی محسوس کر لیا ہے کہ مسیحی عبادت کے دیرینہ خزانے اور بعض نئے جواہرات ایسے ہیں جو عالمگیر مسیحی خاندانوں کی وراثت ہیں اور ہر قوم اور ہر ملک کے لئے فائدہ مند ہیں۔ اس ضمن میں یہ بھی ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے کہ غیر مسیحی ماضی سے بعض دفعہ کلیسیا کو ایسی نظمیں۔ دُعائیں اور مراقبے ملے ہیں اور ملینگے جو مسیحی خزانے میں رکھے جانے کے قابل ہیں۔

گواہی نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ متحدہ عبادت کی گہری اور سچی زندگی نہ صرف جماعت کی بشارتی گواہی کی تیاری کے لئے ضروری ہے بلکہ بذاتِ خود انجیل کی شراکت پر گواہی کا اہم ذریعہ بھی ہے۔ ہم نے یہ بھی سیکھا ہے کہ متحدہ عبادت کی اگر دانشمندی سے رہنمائی کی جائے تو عبادت میں شامل ہونے سے نئے ایماندار سچائی کی روح اور اُس کی مرکزی تعلیم کو سب سے بہترین طور پر سمجھ سکتے اور عبادت کرنے والے جہالت اور نفرت کی بندشوں سے چھوٹ کر تبدیل ہو جاتے اور نئے بن جاتے ہیں۔

سفارشیں :۔

چونکہ روٹی توڑنے اور پیالہ پینے سے خود خداوند نے ہمیں شراکت اور عبادت کا یہ طریقہ سکھا دیا ہے اس لئے

(۱) بہت سے خدا کے لوگوں کے لئے عشائے ربانی نہایت ہی قیمتی رسم اور اُن کی روحانی زندگی کا مرکزی فعل ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ ہر کلیسیا میں کوشش کی جائے کہ اُس کے ممبر خداوند مسیح کے بدن اور خون کی اس رفاقت کی حقیقت اور تجربے کو زیادہ گہرے طور پر سمجھیں۔ ہر ایک کلیسیا اپنے تجربے کو زیادہ وزندار بنا کر مستقبل کی ایک متحدہ کلیسیا میں اپنا مناسب حصّہ لے سکتی ہے کیونکہ ہم میں سے بہتوں کا یقین ہے کہ خدا کی رُوح ہمیں کلیسیائی اتحاد کی طرف لے جا رہی ہے۔

(۲) ہم سفارش کرتے ہیں کہ کلیسیا کی عام مناجاتوں میں موجودہ زمانے کی ضروریات اور مسائل اور معاشری۔ اقتصادی۔ قومی اور بین القومی زندگی کی حقیقتوں کو نمایاں جگہ دی جائے۔

(۳) ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سادہ غیر رسمی دُعائیہ جلسے گہری روحانی برکت

کا ذریعہ ہیں۔ اور ساتھ ہی ہم کو پورا یقین ہے کہ عام عبادت میں خدا کے سامنے متحدہ خاموشی بہت پھلدار بن سکتی ہے کیونکہ اُن خاموشی کے لمحوں میں جماعت اُس کی پاک حضوری کو محسوس کر سکتی اور پاک رُوح کے ذریعے اُس کی آواز کو اپنے دلوں میں سُن سکتی ہے۔ لیکن بجائے خود خاموشی کا ٹھیک استعمال ایک فن ہے۔ اس لئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ جماعتیں اور ایمانداروں کے گروہ اپنے آپ کو آہستہ آہستہ ایسی تربیت دیں کہ وہ اس پھلدار اور قیمتی تجربے سے پورا فائدہ اُٹھا سکیں۔

(۴) عبادت کے لئے بتدریج تربیت اور خود فراموشی کی ضرورت ہے اس لئے بچوں اور نو مُریدوں کی تربیت کا خاص انتظام کیا جائے۔ اور جماعتوں اور عبادت میں شامل ہونے والے زمروں کو بھی عبادت میں حصّہ لینا سکھایا جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہماری سفارش یہ ہے کہ مسیحی رہنماؤں کو ایسی تعلیم دی جائے کہ وہ نہ صرف شخصی طور پر گیان دھیان میں مشغول ہو سکیں بلکہ خانگی دُعاؤں اور عام عبادت میں دوسروں کی رہنمائی کر سکیں۔

(۵) (الف) خدا کے مقدس کلام کے ذریعے خدا اور اُس کے مکاشفہ کا علم ہم پر ظاہر ہوتا ہے اور مقدس کتابوں سے واقفیت ہمارے ایمان اور عبادت کی بنیاد ہے۔ اس لئے ہم زور سے درخواست کرتے ہیں کہ دعاؤں اور شکرانے میں مقدس کتابوں کے الفاظ کا مناسب استعمال کیا جائے اور عام عبادت میں نئے اور پرانے عہدنامے میں سے مناسب سبق برابر پڑھے جائیں تاکہ کلیسیا کو ساری بائبل سے واقفیت ہو جائے۔

(ب) نیا اور پرانا عہدنامہ دونو ہماری بائبل کا حصّہ ہیں۔ ہم سفارش

کرتے ہیں کہ پرانے عہد نامے کے خزانوں کی از سرِ نو جستجو کی جائے۔ زبور ریاضت کا خزینہ ہیں۔ اُن میں خدا کا مقصد ظاہر ہوتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں بہت سی مسیحی پشتوں کا روحانی تجربہ درج ہے۔ پرانا عہد نامہ نئے عہد نامے کا دیباچہ ہے۔ اور اسی خیال سے اُس کا مطالعہ کیا جانا چاہیئے۔ تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف زمانۂ حال ہی کے لئے سبق آموز ہے بلکہ شخصی اور جماعتی مذہب کے لئے بھی اکسیر ہے۔

(ج) ہم چاہتے ہیں کہ بائبل کو صاف اور شیریں طور پر پڑھنے کا فن بڑھایا جائے۔ اس لئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ ایسے طریقے آزمائے جائیں جن سے شخص اور خاندان بائبل کو ریاضانہ طور پر پڑھ سکیں۔

(۶) (الف) ہمیں بہت سے تجربوں کا پتہ چلا ہے جو بہت سے ملکوں میں کئے گئے ہیں تاکہ عبادت کو ہر قوم کے حسبِ حال بنایا جائے۔ ان تجربوں کو سُنکر ہمیں بہت فیض پہنچا ہے۔ اس لئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ فائدہ عام کے لئے ان سب تجربوں کو ایک کتاب میں اکٹھا کیا جائے۔

(ب) ہم یہ بھی سفارش کرتے ہیں کہ انٹرنیشنل مشنری کونسل مختلف ملکوں میں رائج عبادت کے طریقوں کو اکٹھا کرنے میں پیش قدمی کرے اور اُن کا ترجمہ کرا کر ہر نیشنل کرسچن کونسل کو مہیا کر دے تاکہ مختلف علاقوں کے رہنما فائدہ اُٹھا سکیں۔

(۷) (الف) ہمارے مشاہدے میں آیا ہے کہ بعض نئی کلیسیائیں دیسی فن علم موسیقی اور طرزِ تعمیر کو استعمال کرنا چاہتی ہیں اور بعض اس کے برخلاف ہیں۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ سستی کتابیں شائع کی جائیں جن میں ایسی مثالیں درج ہوں کہ کس طرح دیسی فن دیسی راگوں اور دیسی

طرزِ تعمیر کو کلیسیا میں استعمال کیا گیا ہے تاکہ دوسروں کی بھی حوصلہ افزائی ہو کہ وہ اپنے ملک کے فنون کو خداوند مسیح کے قدموں پر لا سکیں۔

(ب) ہم امید کرتے ہیں کہ کوئی کتاب ایسی لکھی جائیگی جس میں اُن اُصولوں کا ذکر ہو جن کا طرزِ تعمیر اور عبادت کے تعلقات پر اطلاق ہے تاکہ جو کلیسیائیں اور مشنیں چاہیں اس مضمون کا مزید مطالعہ کر سکیں۔

(ج) ہمیں معلوم ہُوا ہے کہ بعض مشنری ابھی تک خواہاں ہیں کہ وہ اپنے ملکوں کے راگ۔ طرزِ تعمیر اور دیگر فنون نئی کلیسیاؤں پر بھی چسپاں کر دیں۔ ہم ایسے مشنریوں سے بزور کہتے ہیں کہ وہ نئی کلیسیا کی مدد کریں کہ وہ اپنی مسیحی زندگی کو اپنے ملک کی روایات کے مطابق بسر کریں۔

(۸) ہم لٹریچر کمیٹیوں (علم ادب کی کمیٹیوں) سے عرض کرتے ہیں کہ عبادت اور دھیان کے لئے نئی کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔

(۹) ہم سفارش کرتے ہیں کہ مطالعہ کیا جائے کہ کس طرح نوفرید شخصی اور جماعتی مسیحی عبادت میں پُورا حصّہ لے سکیں اور اپنے آپ کو بیگانہ نہ سمجھیں۔

(۱۰) ہم سفارش کرتے ہیں کہ ایک کتاب ایسی شائع کی جائے جس میں وہ سب طریقے درج ہوں جو شخصی بائبل کے پڑھنے کی حمایت اور رہنمائی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

مسیحی گھرانا

گذشتہ بیس تیس برس کی تباہ کن اور تیز رفتار تبدیلیوں سے مسیحی گھرانے

پر جو اثر پڑتا ہے اس سے کلیسیا کو سخت فکر دامن گیر ہے کیونکہ کلیسیا اور گھرانے کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

+ + + + +

سچا مسیحی گھرانا ایسی خاصیتوں کو نشوونما دیتا ہے جس سے مرد، عورت اور بچے خوش۔ آزاد اور بے غرض زندگی بسر کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے، اور مسیح دُنیا (جس کا وہ حصہ ہیں) کی طرف اپنی بڑھتی ہوئی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔

مسیحی گھرانے کی یہ پہچان ہے کہ خداوند مسیح اُس کا مرکز ہے اور اُس کے افراد ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں کہ خدا کی بے غرضانہ محبت کے قانون پر عمل پیرا ہوں۔ والدین کا سب سے اعلیٰ فرض بچوں کو خداوند مسیح کے پاس لے جانا ہے۔ ہم اپنے سارے زور سے کہتے ہیں کہ خاندانی عبادت ہر گھرانے کی زندگی کا بنیادی اصول ہونا چاہئیے جو خاندان مل کر عبادت کرنے کا عادی ہے اُسے اپنے لئے ابدی برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی جماعت میں خدا کے لئے مضبوط گواہی دیتا ہے۔

+ + + +

سفارشیں:۔

ہمارا یقین ہے کہ گھرانا کلیسیا اور قوم میں بنیادی حیثیت رکھتا رہا ہے اس لئے کلیسیا کا یہ استحقاق اور ذمہ داری ہے کہ وہ از سرِ نو معلوم ... ی گھرانا کس طرح ایسے معاشری نظام کے قائم کرنے میں مدد دے سکتا ہے جس کی بنیاد خدا پر اور جس کی باگ ڈور اُس کے ہاتھوں میں ہو اس لئے ہم مفصلہ ذیل اصول اور سفارشیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) دُنیا کی بشارت صرف شخصی طور پر افراد کے خداوند مسیح کے

قدموں پر آنے سے ہو سکتی ہے لیکن نو مُرید کی نشوونما اور روحانی زندگی کے لئے مسیحی گھرانا نہایت ضروری ہے۔

(۲) ہر گھرانے کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا نظریہ بے غرض ہو اور وہ اپنے پڑوسیوں کی طرف اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اُسے احساس ہو کہ عالمگیر مسیحی برادری میں اُس کی کیا جگہ ہے اور غیر مسیحی دُنیا کی طرف اُس کے کیا فرائض ہیں۔

(۳) اچھے گھرانے میں عورتوں اور مردوں کا رتبہ برابر کا ہوتا ہے۔ اسلئے کلیسیا کو بھی چاہیئے کہ اپنے کام اور اپنی زندگی میں دونوں کو یکساں جگہ دے۔

(۴) بہت سے لوگوں کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ موجودہ اقتصادی حالات میں اپنے گھرانے کو دیرپا اور ضروری عناصر پر قائم کر سکیں اس لئے کلیسیا کا فرض ہے کہ ان حالات کو تبدیل کرنے میں کوشاں رہے اور اس اثنا میں ایسے گھرانوں کو مشکل حالات میں بھی مسیحی زندگی بسر کرنے کے لئے مدد دیتی رہے۔

(۵) کلیسیا کو چاہیئے کہ اُن تمام کوششوں کی حمایت کرے جو ریڈیو، بائیسکوپ اور دیگر سامان تفریح کو بہتر بنانے کی فکر میں ہیں اور اپنے ممبروں کو یہ سکھائے کہ کون کون سے ذرائع تفریح۔ مسیحی چلن اور عمل کی ترقی کا باعث ہو سکتے ہیں اور کلیسیا کو چاہیئے کہ مشترکہ خاندانی تفریح پر زور دے اور ایسی تفریحوں کی مخالفت کرے جو مسیحی گھرانے کی بیخ کنی کا موجب ہوں۔ وہ اس پر زور دے کہ سادگی مسیحی زندگی کا خاصہ ہے۔ اور خاص کر ایسے زمانے میں جب کہ بہت سے لوگ حد سے زیادہ دولتمند ہو کر زندگی میں پیچیدہ عادتوں کو اختیار کر لیتے ہیں سادگی پر خاص زور

دینے کی ضرورت ہے۔

(۶) مسیحی خاندانوں کو یاد دلایا جائے کہ گھر میں تمام کام کرنے والوں کو اپنی بہترین قابلیتوں کو استعمال کرنے کا پورا موقع ملے۔ اس لئے گھر کے ملازموں کی اُجرت اور ان کے کام کرنے کا وقت۔ اُن کے کام کرنے کی حالت اور اُن کے ساتھ ذاتی تعلقات ان سب امور کو مدِنظر رکھنا چاہیئے۔ خاندانی عبادت میں سب شامل ہوں اور اُس کا طریقہ اُن کے حسب حال ہو۔

(۷) مسیحی تیوہاروں کو اس طور سے منایا جائے جس سے بچے ایک طرف تو پورا حظ اُٹھائیں اور ساتھ ہی دوسری طرف، اُس سچائی کو بھی سمجھ لیں جو اُس تیوہار کا اصلی مطلب ہو۔ جو تہذیبی رسوم مُلک میں رائج ہوں اُن کا متواتر استعمال جائز ہے۔ کلیسیا ضرور سا اُن کو منظور کرلے۔ لیکن ان کو ساتھ ہی مسیحی سانچے میں بھی ڈھال لے۔

(۸) یہ توقع کرنا بیسود ہے کہ مسیحی گھرانا اور مسیحی خاندانی زندگی خود بخود نشو ونما پا جائینگے بلکہ مقامی کلیسیا کا ضروری فرض ہے کہ اس مطلب کے لئے برابر تعلیم اور تربیت دیتی رہے۔

(الف) کلیسیا برابر اپنے شرکا کو یاد دلاتی رہے کہ وہ خداوند مسیح کو اپنے خاندان کا مرکز بنائیں اور باوجود مشکلات کے کسی نہ کسی قسم کی خاندانی عبادت عدہ اپنے گھر میں جاری رکھیں اور بائبل کو خاندانی اور شخصی زندگی میں مناسب جائز جگہ دیں۔

(ب) کلیسیا والدین کی یاد دہانی کرائے کہ اُن کا فرض ہے کہ بچوں کو دُعا مانگنا سکھائیں جوں جوں بچے عمر میں بڑھتے جائیں اُن کو حوصلہ دلایا جائے

کہ وہ شخصی دھیان گیان کرنا سیکھیں۔ اور وہ بچّوں کے لئے ایسی کتابیں مہیا کریں جن میں سے بچے اپنے مزاج کے مطابق روحانی خوراک حاصل کرسکیں۔ بچپن ہی سے عادت ڈالی جائے کہ بچے ماں باپ کے ساتھ گرجے جائیں اور کلیسیا اور خاندان باہمی شراکت سے خدا کے دن کو ایسے طور پر بسر کرنا سیکھیں جس سے خوشی اور راحت محسوس ہو۔

(ج) کلیسیا پدرانہ اور مادرانہ فرائض ادا کرنے کی بھی تعلیم دے تاکہ نئے شادی شدہ جوڑے اپنی ذمہ واریاں سمجھیں۔ اس تربیت میں خاندانی تعلقات بچوں کی پرورش اور فرصت کے وقت کا جائز استعمال شامل ہونے چاہئیں۔ والدین کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اکٹھے ہو کر اپنی مشکلات پر ایک دوسرے سے تبادلۂ خیالات کریں اور اپنے چھوٹے اور بڑے بچّوں کی تربیت کے متعلق ایک دوسرے سے رہنمائی حاصل کریں۔

(د) کلیسیا نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں مفید میل جول کے سامان پیدا کرے تاکہ وہ شادی کے لئے اپنا جوڑا عقلمندی سے چُن سکیں۔ لڑکے لڑکیاں اگر ایک ہی مدرسے میں تعلیم حاصل کریں تو شاید یہ مطلب خود بخود حاصل ہو جائے۔ اُن کو شادی کے لئے خاص طور سے تیار کیا جائے۔

(ہ) شروع سے کلیسیا تعلیم دے کہ وقت۔ روپیہ اور ہر چیز خدا کی طرف سے امانت ہیں۔ اس لئے وہ اپنے شرکاء کی حوصلہ افزائی کرے کہ خدا کے کام کے لئے سارا خاندان مشترکہ کوششوں میں شامل ہو۔

(و) اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے کلیسیا کو تربیت یافتہ رہنماؤں کی ضرورت ہے۔ اس لئے علم الٰہیات کے مدرسوں میں ان مضامین پر خاص زور دیا جائے

اور خادم الدینوں اور دوسرے شرکاء کے لئے وقتاً فوقتاً تعلیم کا خاص انتظام ہوتا رہے۔ نیشنل کرسچن کونسل ایسے مرد اور عورت ڈھونڈے جن کو ان خاندانی سوالوں کی خاص تعلیم دی جا سکے۔ اگر ضروری ہو تو اس مطلب کے لئے اُن کو دوسرے ملکوں میں بھیجا جائے۔ اِن مضامین پر خاص کتابوں کی بھی اشد ضرورت ہے۔

جہاں کہیں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ وائی ڈبلیو۔ سی۔ اے۔ سنڈے سکول کی تحریک۔ مسیحی کوشش۔ انجمن مادراں وغیرہ جماعتوں سے مدد مل سکتی ہے کلیسیا کو ایسی مدد کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔

(۹) کلیسیا نے ابھی تک پورے طور سے احساس نہیں کیا کہ مغرب میں خاص کر اور مشرقی مسیحی جماعتوں میں عموماً ایسی عورتوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد ہے جو شادی نہیں کرتیں۔ یہ عورتیں کلیسیا کو بے بہا فائدہ پہنچا سکتی ہیں اس لئے کلیسیا کا فرض ہے کہ وہ اُن کی خدمات سے خاص فائدہ اُٹھائے۔

(۱۰) انٹرنیشنل مشنری کونسل دُنیا بھر کی کلیسیاؤں پر زور ڈالے کہ وہ بہتر مسیحی گھرانے بنانے پر خاص توجہ دیں۔

(۱۱) انٹرنیشنل مشنری کونسل تمام کلیسیاؤں کو آمادہ کرے کہ وہ اُن مشکلات کا خاص طور پر مشترکہ مطالعہ کریں جو مسیحی خاندان کے درپیش ہیں۔ خاندانی عبادت رہنماؤں کی تعلیم۔ والدین کی تربیت اور بہتر گھر مہیا کرنے کی کوشش میں نمایاں تجربے سب اکٹھے کئے جائیں اور اُن کے حالات چھپتے رہیں تاکہ ساری کلیسیا کو فائدہ پہنچے۔

آخر کار ہم سب مسیحی گھرانوں سے بزور التجا کرتے ہیں کہ وہ گھرانے میں خدا کی زندہ حضوری کو از سر نو محسوس کریں اور خدا کو بحیثیت طلب ہستی نہ

سمجھیں بلکہ اُس پر کامل بھروسہ رکھنا۔ اُس کی خدمت کرنا اور اُس سے آخر تک سارے دل سے پیار کرنا سیکھیں۔

مذہبی تعلیم

تامبرم میں شرکاء دُنیا کے ہر حصے سے خبر لائے ہیں کہ کلیسیا کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی تعلیم پر بہت زیادہ زور دے۔ اُس کو زیادہ مؤثر بنائے اور اُس کو اپنے کام کی بنیاد سمجھے۔

+ + + + + + +

کلیسیا کے تعلیمی پروگرام کے یہ مقاصد ہونے چاہئیں کہ خداوند مسیح کو بطور خدا اور منجی کے مانا اور سمجھا جائے۔ خدا کے ساتھ ذاتی شراکت کا تجربہ کیا جائے۔ مسیحی زندگی کے فلسفے کو سمجھا جائے۔ مسیحیانہ چال چلن کی نشوونما ہوتی رہے۔ مجلسی اصلاح میں ٹھیک حصہ لیا جائے اور اپنے ملک اور دوسرے ملکوں میں کلیسیا کی عبادت اور کام کے لئے اپنی زندگی نثار کی جائے۔

+ + + + + + +

(۱) ہم سفارش کرتے ہیں کہ زور دیا جائے کہ بشارت اور تعلیم میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دونو ایک دوسرے کے بغیر ادھورے رہ جاتے ہیں۔

(۲) ہم سفارش کرتے ہیں کہ مذہبی تعلیم دینے میں لوگوں کے نسلی۔ تہذیبی اور روحانی تجربوں کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

+ + + + + + + +

ترقی پر ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ دُنیا میں روحانی بھوک بڑھ رہی ہے۔ کلیسیا کے شریک اور وہ شخص بھی جو کلیسیا کی برادری سے تعلق نہیں رکھتے ایسی سادہ کتابوں کی تلاش میں ہیں جن سے بائبل کے مطالعہ میں مدد ملے اور زندگی میں دعا کی طاقت کا احساس ہو سکے۔ کلیسیا کا فرض ہے کہ کلیسیا کے پُرانے اور نئے دو توقسم کے شرکا کو برابر تعلیم دیتی رہے لیکن اُن کی روحانی زندگی کی ترقی کی کوئی امید نہیں جب تک کہ وہ باقاعدہ بائبل کے مطالعہ اور دعا کی عادت نہ بنالیں اور اُس کو برقرار رکھیں۔ یہ عمل مسیحی زندگی کا ناقابلِ گزیر عنصر ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے ضابطہ ضروری ہے۔

(۱۱) اگر مذکورہ بالا سفارشوں کو عملی جامہ پہنانا ہو تو لازم ہے کہ ہم اپنے سب ذرائع کو یکجا کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اُن کا بہترین استعمال کریں۔

(۱۲) ہم سفارش کرتے ہیں کہ اُن تمام تجاویز کا ایک کتاب میں بیان کیا جائے جو شخصی بائبل کے مطالعہ کے لئے مختلف جگہوں میں استعمال کی جا رہی ہیں اِس سے دوسروں کو فائدہ پہنچیگا۔

آٹھواں باب

آٹھویں زُمرے کا بیان

کلیسیا کے دیسی خادم پادری یا غیر پادری

اِس زُمرے نے مذہبی خدمت کی اہمیت اور ماہیت پر غور کیا اور تسلیم کیا کہ نئی کلیسیائیں موجودہ طریقوں سے مطمئن نہیں۔ بحث ہوئی کہ کہاں تک دوسرے ملکوں سے مالی امداد آنی چاہیئے اور اس سے کیا فائدے اور نقصانات ہیں؟ اسی طرح مدرسۃ الٰہیات کی تعلیم پر تبادلۂ خیالات ہوا اور یہ بھی سوچا گیا کہ شرکاء کو کس طرح کلیسیا کی رہنمائی کے لئے تیار کیا جائے؟ لیکن اس رپورٹ میں اِس زُمرے کے پُورے بیان درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ صرف ایک ضروری حصّہ بطور مشتے نمونہ از خروارے درج کیا جاتا ہے

شرکائے کلیسیا کی رضاکارانہ خدمت

خداوند مسیح ہر مسیحی کو دُنیا کی خدمت کے لئے بُلاتے ہیں۔ یہ کلیسیا کی اہمیت اور دُنیا میں اُس کی رسالت کے عین مطابق ہے۔ اس لئے ہر ایک شریک پر ذمہ داری عائد ہے کہ وہ کلیسیا کی مسیحی خدمت میں حصّہ لے۔

ایشیا۔ افریقہ اور لاطینی امریکہ میں اقتصادی حالت اس قدر کمزور ہے اور تنخواہ دار مسیحی کارندے اتنے کم ہیں کہ کلیسیا کو قائم کرنے اور اس کو مضبوط کرنے کی واحد امید یہی ہے کہ کلیسیا کے شرکاء رضاکارانہ خدمت میں شامل ہوں۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ کلیسیا کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ کلیسیا کے شرکاء کو رضاکارانہ خدمت پر آمادہ کرے اور ان کی تربیت اور نگہبانی کرے۔

یہ فرض نہ صرف اُس کلیسیا کے لئے ضروری ہے جس کے پاس تنخواہ دار پاسبان ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اُور کلیسیاؤں کے لئے جن کے پاس پورا وقت خدمت کرنے والے صرف گاہ بگاہ آتے ہوں۔ مرد۔ عورت۔ نوجوان۔ بالغ اور مختلف ہنر رکھنے والے شخص اپنے اپنے حسب حال خدمت کر سکتے ہیں اور وہ شہروں اور دیہات میں مختلف قسم کی ہوگی۔ ہمارے لئے ناممکن ہے کہ ہم خدمت کے مختلف طریقوں کی فہرست بنائیں۔ لیکن ہم مثلاً چند طریقوں کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ رُوحانیہ جلسوں کی رہنمائی۔ مقامی کلیسیا میں عبادت کرانا۔ انجیل کی منادی۔ سنڈے سکول پڑھانا۔ مثلاً شیوں کی تعلیم۔ اَن پڑھوں کو پڑھانا۔ تندرستی اور صحتِ عامہ کی مہموں میں حصہ لینا وغیرہ۔ یہ سب ضروری کام ہیں لیکن خدمت تبھی پھلدار ہو سکتی ہے۔ اگر اُس کی جڑ ذاتی مسیحی تجربے میں ہو۔ اور انجیل کی تعلیم پر مبنی ہو۔ خدمت کو مؤثر بنانے کے لئے تبدیل شدہ حالات اور ضروریات کے مطابق اُسے بھی کارگر بنانا چاہیئے۔

رضاکارانہ تربیت کا مروّجہ طریقہ ایسی درسگاہیں ہیں جو پانچ چھ ہفتے تک جاری رہتی ہیں۔ تجربے نے سکھایا ہے کہ اِن درسگاہوں میں شامل ہونے والوں پر یہ امر صاف کر دینا چاہیئے کہ ایسی تعلیم کا مقصد تنخواہ دار کارندے

مہیا کرنا نہیں اگرچہ یہ اور دیگر ایسے طریقے بہت مفید ہیں اور زیادہ استعمال میں لائے جانے چاہئیں۔ ہمارا یقین ہے کہ رضاکارانہ کام کرنے والی تربیت اور نگران رہنمائی اور ہدایت کے لئے جماعت کے خادم الدین کی دانشمندانہ مدد بالکل ضروری ہے۔ اس لئے ہم تمام علم الٰہیات کی درسگاہوں سے پُرزور کہتے ہیں کہ وہ تعلیم دیتے ہوئے لحاظ رکھیں کہ رضاکارانہ خدمت کے لئے رضاکار تیار کرنا خادم الدین کا اہم فرض ہے۔"

یہ بیان مفصلہ بالا الفاظ پر ختم ہوتا ہے اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دینیات کی تعلیم موجودہ زمانہ میں کلیسیا کی سب سے بھاری کمزوری ہے۔ جب تک کلیسیائیں اور مشنوں کے کرتا دھرتا مشترکہ کوشش سے اس کمزوری کو دور نہیں کرتے ترقی کی کوئی امید نہیں۔ زیادہ روپے اور زیادہ تعلیم دینے والوں کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارا یہ بیان اُس مطالعہ پر مبنی ہے جو ہم کو مہیا کیا گیا ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ہمیں بہت کچھ معلوم نہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اس مضمون پر مزید تحقیقات کی فوری ضرورت ہے۔ اس لئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ انٹرنیشنل مشنری کونسل نئی کلیسیاؤں کی پاسبانی خدمت کی تعلیم کے پروگرام اور حکمتِ عملی پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرے اور وہ اس فرض کو جلد سے جلد پورا کرے۔

نواں باب

نویں زُمرے کا بیان

(الف) مسیحی تعلیم

اِس زُمرے نے تعلیم کی اہمیت پر غور کیا اور آپس کے مرحلوں پر رائے زنی کی۔ ساتھ ہی بحث ہوئی کہ کلیسیا اور حکومت کے ساتھ مسیحی تعلیم کا کیا تعلق ہونا چاہیئے۔ لیکن اِس کتاب میں صرف اِس زُمرے کے فیصلوں کو درج کیا جاتا ہے۔

کلیسیا اور درسگاہوں میں تعلّق:۔

ہم خدا کے شکرگذار ہیں کہ مسیحی تعلیم کے ذریعے ہماری خدمت کی جا رہی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ مسیحی تعلیم کا مستقبل زیادہ خوشگوار ہے۔

ہم چند خاص نقطوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

(۱) ہمیں نہایت خوشی ہے کہ دیسی مسیحی اِن درسگاہوں میں طالب علم جو حصّہ لے رہے ہیں اور نہ صرف بطور اُستاد کے کام کر رہے ہیں بلکہ ذمہ داری اور اختیار کی جگہوں پر مقرر ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دیسی مسیحیوں کی ذمہ داری بڑھتی جائیگی۔ اگرچہ اِن درسگاہوں میں ترانی کلیسیاؤں کے نمائندوں کی شمولیت پسندیدہ امر ہے لیکن اِس سے اُن درسگاہوں کی زندگی کے

قومی اظہار میں کوئی فرق نہ آنا چاہیئے۔

(۲) سچا مذہب صرف سچائی کی تعلیم دینے پر اکتفا نہیں کر سکتا بلکہ وہ ساتھ ہی سچائی کو ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ مسیحی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں علم کی مختلف شاخوں کی تفتیش (Research) ہوتی رہنی چاہیئے جس میں ملک، جماعت اور کلیسیا کے مسائل کا خاص طور پر دھیان رکھا جائے۔ اِس طرح مسیحی کالجوں کے لئے خدمت کا ایک نیا راستہ کھُل رہا ہے۔

(۳) ضرورت ہے کہ خیال رکھا جائے کہ مسیحی درسگاہیں محض دُنیاوی ہی نہ بن جائیں۔ خصوصی مسیحی مقصد کو ہمیشہ برقرار رکھنے کے لازمی ہے کہ مسیحی اُستادوں کی تعداد اور پڑھانے کے معیار۔ طلبا کی تعداد وغیرہ پر ہمیشہ دھیان رکھا جائے کہ وہ مسیحی اثر کو برقرار رکھیں۔

(۴) وقت آگیا ہے کہ مسیحی کالج اور یونیورسٹیاں مقامی کلیسیا کی زندگی سے ایسے وابستہ ہوں کہ اپنے ملکوں میں خداوند مسیح کے لئے بہترین خدمت کر سکیں۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ بتائیں کہ کن کن تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ یہ تو طے شدہ امر ہے کہ مسیحی درسگاہوں کا فرض ہے کہ ہمارے ملک کے سامنے خداوند مسیح کے تقاضے کو پیش کریں۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی ساتھ اُن کا اولین فرض یہ بھی ہے کہ مسیح کی کلیسیا کی زندگی کو مضبوط کریں تا کہ وہ عالمگیر کلیسیا کا ایک زبردست بشارتی جتھا بن جائے۔ یہ مطلب آہستہ آہستہ اور خاموشی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اِس کے لئے کئی طریقے استعمال میں آ سکتے ہیں۔ کسی جگہ مشن بورڈ اپنی درسگاہ کو کلیسیائی زندگی کے ساتھ وابستہ کر دیگی۔ کسی جگہ کالج سے پاس شدہ اپنے گاؤں یا شہر کی کلیسیا کی زندگی کو بہتر بنانے میں اپنا وقت صرف کرینگے۔ کوئی عالم سمجھنے لگتے کہ اُن کی قابلیت صرف

اپنی جماعت بڑھانے ہی میں صرف نہ ہونی چاہیئے بلکہ کلیسیا کے مسائل کے حل ڈھونڈنا بھی اُس کے فرض میں شامل ہے کیونکہ ایسا کام ایک تربیت شدہ ماہر ہی انجام دے سکتا ہے۔

ہمارا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وقت آگیا ہے جب مسیحی تعلیم بالکل مقامی کلیسیا کے ماتحت ہو جائے۔ لیکن اس کے انتظام کی باگ ڈور یورپ یا امریکہ کے ہاتھ میں نہیں ہونی چاہیئے بلکہ نئی کلیسیاؤں کے ملکوں میں ہی ایسی کمیٹیاں یا بورڈ قائم کئے جائیں جو کہ ان درسگاہوں کا انتظام اپنے ذمہ لیں اور اُس کے ممبروں میں کافی تعداد ایسے تعلیمی ماہروں کی ہونی چاہیئے جو کلیسیا کی زندگی میں عملی حصہ لینے والے ہوں۔

ہم چاہتے ہیں کہ مشنری سکولوں اور کالجوں اور مسیحی طریقہ تعلیم کا رشتہ کلیسیا کے ساتھ بہت گہرا ہو جائے۔ جتنا کلیسیا اور مسیحی درسگاہوں میں تعلق بڑھتا جائیگا اتنی ہی ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ مسیحی تحریک میں زیادہ یگانگی پیدا ہوتی جائیگی اور مسیحی تعلیم کلیسیا کی گواہی کا ایک لازمی جزو بن جائیگا۔ اور اُس کے ذریعے کلیسیا اپنے بے بہا خزانے کے دروازے اپنے شہر کا اور ساری دُنیا کے لئے کھولدے اور چاہیئے کہ اُن سے فیض اُٹھائے۔

(ب) تندرستی اور شفا دینے کی مسیحی خدمت

اس زُمرے کے بیان میں اِس خدمت کو عین خدا کی اُس ماہیت کے مطابق مانا گیا ہے جو خداوند مسیح میں ہم پر ظاہر ہوئی۔ کلیسیا کے کام میں اِس خدمت کا معین حصہ ہے کیونکہ کلیسیا کا فرض ہے کہ خدا کے شروع کردہ کام کو جاری رکھے۔ اس بیان میں کلیسیا کی ذمہ داری پر زور ڈالا گیا

ہے اور دیسی کلیسیاؤں کو یہ ضرورت ہے کہ پرانی کلیسیا جس فراخدلی اور آدمی بھیجنے سے کر سکتی ہے کرے۔ اس زُمرے نے یہ سفارش کی ہے کہ انسدادی طب اور دیہاتی علاقوں کی ضرورت کو پُورا کرنے میں پیش قدمی کی جائے اور اس بیان میں اصرار کیا گیا ہے کہ مشنری سوسائٹیوں اور نیز کام کے علاقوں میں اشتراک سے کام لیا جائے۔ ہم خاص کر اُس بیان کے ضروری حصے کو اس کتاب میں درج کرتے ہیں جس کا عنوان ہے "کلیسیا کی ذمہ داری"۔

تندرستی اور شفا کی خدمت شروع ہی سے دیسی کلیسیا کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہونی چاہیئے۔ یہ لازم ہے کہ اس کام کے لئے کلیسیا میں ذمہ داری کا احساس پیدا کیا جائے اور اس خدمت میں کلیسیا کا حصہ کافی ہو کیونکہ آج تک کلیسیا اسے مشنوں ہی کا کام سمجھتی رہی ہے۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے کلیسیا کو تعلیم دی جائے اور نوجوان مسیحیوں کو ترغیب دی جائے کہ اس کام میں داخل ہوں۔ ہر قسم کی شفا دینے کی خدمت میں حصہ لیا جائے۔ ہسپتالوں کا ہفتہ منایا جائے۔ دیہات کی خدمت میں شفا کے کام پر خاص زور دیا جائے۔ بیماروں کی تیمارداری اور اُن کے لئے دُعا کی جائے۔ مریضوں کو ہسپتال پہنچایا جائے۔ اور شرکائے کلیسیا کو قربانی کرنے اور روپیہ وغیرہ سے مدد دینے پر آمادہ کیا جائے۔

مسیحی طبی کام میں کلیسیا کا حصہ اشد یہ ہونا چاہیئے یہ فرض پاسبان کا ہے کہ کلیسیا میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرے۔ اور اس کے لئے زمانہ تربیت میں اُسے خاص تعلیم ملنی چاہیئے۔ یہ عین شایاں ہوگا اگر طبی خدمت میں شامل ہونے والوں کو خاص عبادت میں مخصوص کیا جائے۔ یہ بھی ضروری

ہے کہ دیسی کلیسیا کے شرکا کو جو اس خدمت میں شامل ہوں پوری پوری ذمہ داری دی جائے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ طبی مدد ساری جماعت کیلئے ضروری ہے۔ اس لئے اس کو کلیسیا پورے طور سے ادا نہیں کرسکتی کلیسیا اپنا کام نمونہ باہمی شراکت اور دوسروں کی ہمت افزائی سے کرسکتی ہے۔

دسواں باب

دسویں زُمرے کا بیان

مستقبل میں مشنری صاحبان کا کیا کام ہے اور اُن کی تربیت کیسے ہونی چاہئے

اس زُمرے نے اس موضوع پہ بیان دیتے ہوئے زور دیا ہے کہ دنیا بھر کی مسیحی جماعت ایک ہے اور اُس جماعت کو مضبوط بنانا سب کا مشترکہ کام ہے۔ اس لئے اس بیان میں بتایا گیا ہے کہ آیندہ مشنری کیسے ہوتے چاہئیں اور اُن کو کیسے تیار کیا جائے؟ اس کتاب میں یہ تفصیل درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس لئے صرف یہ بتا دیا جاتا ہے کہ اس مضمون پر بھی تمام بزم میں غور ہوا۔ اور مشنری صاحبان کو موجودہ زمانے کی ضروریات کے مطابق تیار کرنے پر زور دیا گیا۔ جن صاحبان کو اس مضمون سے دلچسپی ہو وہ اس بیان کو انگریزی رپورٹ میں پڑھ سکتے ہیں۔

گیارھواں باب

گیارھویں زُمرے کا بیان

مسیحی علم ادب کو چھاپنے اور بانٹنے کا پروگرام

اس زُمرے نے اس ضروری مضمون پر غور و فکر کیا اور اُس کا بیان نہایت واضح و مفصل ہے۔ جو سفارشیں کی گئی ہیں وہ نہایت اہم اور دُور اندیشانہ ہیں۔ اِس زُمرے نے بتایا کہ مسیحی علم ادب کے ذریعہ کلیسیائی نشوونما اور بشارت کی اہم خدمت ہو سکتی ہے۔ اِس زُمرے کی سفارشیں اِس قابل ہیں کہ ہر کلیسیا اُن پر پُورا دھیان دے اور اُن پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ لیکن ہم اِس کتاب میں اِس بیان کو درج کرنا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ اس کا تعلق زیادہ تر کلیسیائی انتظامیہ جماعتوں سے ہے۔ ہم اِس زُمرے کی آخری اور سب سے آخری سفارش کو یہاں درج کر دیتے ہیں۔

"اگر ہم چاہتے ہیں کہ اِس جلسے کا اثر ساری کلیسیا تک پہنچے اور دیرپا ثابت ہو تو ہمیں چاہیئے کہ اِس کے پیغام اور سفارشیں مسیحی تحریک کے علم ادب میں مستقل جگہ پا لیں۔ شروع میں تو تقریروں اور اس کے بعد اِس جلسے کی کارروائی کو عام ... کے سامنے پیش کیا جائیگا ... دو سال تک۔

اُس کی کارروائی اور فیصلے مستند سمجھے جانے چاہئیں یہ مدعا بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ کتابوں، پمفلٹوں اور اخباروں کے ایڈیٹر اُن کا ذکر کرتے جائیں تاکہ سننے والوں کا دائرہ برابر وسیع ہوتا جائے اور دُنیا کا کوئی ملک ایسا نہ ہو اور کوئی زبان باقی نہ رہ جائے جس میں اِس جلسے کا پورا بیان کلیسیا تک نہ پہنچ سکے۔"

ہم اب چند ایسے طریقوں کا ذکر کرتے ہیں جو شخصوں یا جماعتوں نے اپنی اقتصادی حالت کو مضبوط کرنے کے لئے کامیابی سے استعمال کئے ہیں۔

(الف) شراکتی اور باہمی امداد کی انجمنیں۔

(ب) خدا کا ایکڑ جس کے ذریعے اپنی ملکیت کے ایک حصے کی آمدنی خدا کے کام کے لئے مخصوص کر دی جاتی ہے۔

(ج) کلیسیا کا کھیت جو شرکاء کی محنت سے لیا اور کاشت کیا جاتا ہے۔

(د) گھریلو چھوٹی صنعت جس کی آمدنی خدا کے لئے دی جائے۔

(ہ) دیہاتی کلیسیا اپنے شرکاء کی مالی اور معاشری ترقی کے لئے بھی کوشاں ہو۔ لیکن ساتھ ہی اپنے روحانی کام کو کمزور نہ ہونے دے۔

(و) کلیسیا کے ہر ایک شریک کو ذاتی طور پر چندہ دینے کی ترغیب دی جائے اور کلیسیا کا کام ایسا باضابطہ ہو کہ چندہ دینے والا ہر ایک ضروری کام کی علیحدہ مد کے لئے اپنا عطیہ دے۔

(ز) دہ یکی پر زور۔

(ح) چندہ دینے کے دیسی طریقوں کا استعمال۔

بارھواں باب

بارھویں زُمرے کا بیان

کلیسیا کی اقتصادی بُنیاد

(١) حل طلب مسئلہ :-

کلیسیا کی مالی مشکلات کا حل تبھی ہو سکتا ہے جب کہ دُنیا کا مجموعی اقتصادی نظام بہتر بن جائے اس لئے ہمیں تسلیم ہے کہ دُنیا کے اقتصادی نظام کا مسئلہ کلیسیا کی بالواسطہ توجہ کا محتاج ہے۔ اور کلیسیا پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ نئی طرز کی مجلسی تنظیم قائم کرنے کے لئے تجربے کرے۔ اور نوجوانوں کو اپنی تعلیم سے اُبھارے کہ دُنیا کا موجودہ اقتصادی انتظام تحت بے ترتیبی کی حالت میں ہے اور اُسے درست کرنا ضروری ہے + + + +

(٢) یہ مسئلہ دراصل رُوحانی سوال ہے :-

کلیسیا کی مالی ضروریات صرف اُس کی روحانی زندگی سے پوری ہو سکتی ہیں۔ کلیسیا کا روپیہ اُس کی رُوحانی ترقی کا موجب ہونا چاہیئے۔ ورنہ لوگوں کا چندہ دینا بے سود ہوگا۔ اپنے عطیوں سے پرستار اپنی بڑھتی ہوئی رُوحانی زندگی کا اظہار اور خدا کو اپنا شکریہ ادا کرتا ہے اور ساری مسیحی برادری بلکہ

باہر کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتا ہے۔ روحانی طبیعت سے نذر گذارنا روحانی ترقی کے لئے بہت ضروری جُزو ہے۔ + + +

ہر مسیحی کا فرض ہے کہ وہ کلیسیا کی ضروریات کے لئے اپنے مقدور کے مطابق باترتیب اور باضابطہ طور پر روپیہ دے اور اُسکے دل میں حاجتمندوں اور اُن مقاصد کے لئے ہمدردی ہو جن پر روپیہ خرچ کیا جائیگا۔ لیکن صرف روپیہ پیسہ دینا ہی کافی نہیں بلکہ دینے والا خود براہِ راست خدمت اور ہمدردی بھی دیتا رہے۔ یہ اصول خدا کے کلام کی تعلیم اور کلیسیا کے صدیوں کے تجربے کے عین مطابق ہے۔ اگر کلیسیا کی اِس معاملے میں رُوحانی نقطۂ نگاہ سے لگاتار تربیت کی جائے اور ایک چھوٹا رُوحانی گروہ کلیسیا کی دانشمندانہ رہنمائی کرتا رہے تو کلیسیا کو برابر کافی مالی امداد ملتی رہیگی۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ کلیسیا کے پاسبانی اخراجات کو پُورا کرنے پر ایسا زور دیا جائے کہ بشارتی کام میں کوتاہی ہو جائے۔ شروع ہی سے ہر ایک کلیسیا کے لئے خداوند مسیح کی گواہی دینا لازمی امر ہے۔ اور اگر کلیسیا اپنے سے باہر کے علاقوں کی بشارت کے لئے مالی امداد دے تو اس سے اُن کے سیلف سپورٹ بن جانے میں کوئی فرق نہ پڑیگا۔

(٣) مسیحی جماعتوں کی اقتصادی حالت کی بہتری :-

مسیحی جماعت کی اقتصادی حالت سدھارنا کلیسیا کی خدمت کا لازمی جُزو ہے اور صرف کلیسیائی نظام کے مالی ذرائع بڑھانا ہی مقصود نہیں بلکہ خداوند مسیح کی روح میں مسیحیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ساتھی انسانوں کو ناقابلِ برداشت حالات سے اُوپر کھینچ نکالے اس لئے کلیسیا کے لئے لازمی ہے کہ وہ عقلمندی اور تندہی سے اقتصادی حالات کا مقابلہ کرے۔ + + + +

(۴) کلیسیائی سپورٹ اور جماعت کی خدمت:۔

بہت سے لوگ کلیسیا کو مالی مدد دینا پاسبان کی تنخواہ پورا کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ لیکن پاسبان کی تنخواہ جمع کر لینے سے کلیسیا پوری سیلف سپورٹ کے درجے تک نہیں پہنچ جاتی۔ صرف ایک ضروری منزل تک پہنچنے کے لئے سارا زور لگانے میں یہ خطرہ ہے کہ کلیسیا مضبوط بھی ہو سکتی ہے کہ اُس کا دائرۂ اثر وسیع بن جائے۔ اور پاسبان کی تنخواہ جمع کرنا اس مقصد کو عمل میں لانے کے راستے میں ایک ضروری منزل ہے۔ ہر ایک جماعت میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو مدد کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً غریب۔ بیمار۔ دکھیا۔ آزمائش میں پڑے ہوئے۔ جاہل یا گمراہ اور یہ سب کلیسیا کی توجہ کے محتاج ہیں۔

بعض چھوٹی دیہاتی کلیسیائیں اپنے پاسبان کی تنخواہ جمع کرنے کی کوشش میں اپنی کمر توڑ لیتی ہیں۔ بعض دفعہ روپیہ آگے سے تو زیادہ جمع ہو جاتا ہے لیکن وہ صرف اُس کمی کو پورا کرتا ہے جو باہر کی امداد کے بند ہو جانے سے واقع ہو گئی ہو اور کلیسیائی کام میں کوئی ترقی نہیں ہوتی۔ ہر ایک کلیسیا کی زندگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے تربیت یافتہ خادم الدین کی خدمت حاصل ہو لیکن مالی طور پر ایک چھوٹی کلیسیا کے لئے قابل پاسبان مہیا کرنا ناممکن ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایک پورا وقت دینے والے خادم الدین کی زیر نگرانی چند جماعتیں ہوں جن کے لئے علیحدہ علیحدہ رضا کار آئیں خادم الدین کی مدد کریں۔ چونکہ ہر چھوٹی کلیسیا کو اپنا پاسبان رکھنے میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑیگا اس لئے اس قسم کے انتظام سے زیادہ فائدہ ہوگا۔

(۵) کلیسیا کی مالی ضروریات کس طرح پوری ہوں:۔

خدا کا شکر ہے کہ بہت سے علاقوں میں کلیسیا آگے سے زیادہ خود

اپنے اخراجات کی متحمل ہو رہی ہے۔ تاہم ابھی تک ضروری ہے کہ بعض کلیسیاؤں کو باہر سے مدد ملتی رہے۔ مضبوط کلیسیاؤں کا یہ فرض ہے کہ وہ کمزور کلیسیاؤں کا ہاتھ بٹائیں۔

نئی کلیسیاؤں سے اپنے تمام اداروں کے اخراجات کے بوجھ اُٹھانے کی توقع رکھنا ناواجب ہے کیونکہ ان میں سے بہت سے ادارے پُرانی کلیسیاؤں کے نمائندوں نے شروع کئے تھے اور اس لئے اگر نئی کلیسیائیں جلد اُن کو جاری رکھنے کے مالی ذرائع مہیا نہ کرسکیں تو یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اُن کی روحانی حالت کمزور ہے۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی اہل نہیں۔

\+ + + + +

انیسویں صدی میں مشنری بھیجنے والی کلیسیاؤں کے ممالک اور مشنریوں کے حلقۂ کار ملکوں کی مالی حالت میں اس قدر نمایاں فرق تھا کہ نئی کلیسیاؤں کے پاسبانوں کی تنخواہ بھی اُن دولتمند ملکوں سے ہی آتی رہی۔ لیکن دونوں قسم کی کلیسیاؤں کے نمائندے اب متفق ہیں کہ اس طریقے کے جاری رہنے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس لئے موجودہ نظام میں تبدیلی اور ردّ و بدل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم یہاں چند نکتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(الف) اگر مدد محض کرم فرمائی کی نظر سے دی جائے تو محبت کا فائدہ اور اثر دینے اور لینے والے دونوں کے لئے زائل ہو جاتا ہے۔

(ب) بعض اوقات مدد دینے والا مدد دیتے وقت اپنا تسلط اور قبضہ بھی قائم کرنا چاہتا ہے۔

(ج) بعض مدد دینے والے غلطی سے یہ گمان کر بیٹھتے ہیں کہ باہر کا پیسہ میسر ہو جانے سے وہ اپنے مشنری فرائض سے سبکدوش ہو گئے اور اپنی کلیسیاؤں

کے اخراجات، اپنے علاقے اور باہر کے علاقوں میں بشارتی کام کے اخراجات کے لئے دل کھول کر چندہ دینے کی ضرورت جاتی رہی۔

(د) بعض دفعہ باہر سے آیا ہُوا روپیہ ٹھیک جگہ پر نہیں لگایا جاتا یا اُس کا انتظام ٹھیک نہیں ہوتا۔

جہاں کہیں مالی امداد دینے کی ابھی تک ضرورت ہے وہاں یہ مدد ایک مرکزی خزانے سے دی جانی چاہیئے اور تمام مقامی کلیسیاؤں کو چاہیے کہ خواہ وہ مدد لینے والی یا مدد دینے والی ہوں اپنا حصۂ بخرہ مرکزی خزانے میں ادا کریں اور ممالک بیرونی اور مشنوں کے ذریعے سے آیا ہُوا روپیہ بھی اسی خزانے میں شامل ہو جائے اور اُس کا انتظام کلیسیا کی مرکزی کمیٹی کے سپرد ہو۔ اکثر حالتوں میں جہاں ابھی تک پاسبان کی تنخواہ یا کلیسیائی اخراجات کے لئے ابھی تک مدد دی جا رہی ہے اُس مدد میں بتدریج کمی ہوتی رہنی چاہیئے۔

ہم اب چند ایسے طریقوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے استعمال سے شخصوں اور جماعتوں کی اقتصادی حالت میں ترقی ہو گئی ہے اور اس طور کلیسیاؤں کو زیادہ مالی مدد مل گئی ہے۔

(الف) باہمی امداد یا مسیحی اشتراک کی انجمنیں۔

(ب) زمین کے ایک ٹکڑے یا چند درختوں یا چند مویشیوں کو خدا کی نذر کر دینا تاکہ اُن کے ذریعے جو آمدنی ہو وہ کلیسیا کے لئے مخصوص کر دی جائے۔

(ج) کلیسیا کا اپنا کھیت ہو اور کلیسیا کے شریک اپنی محنت سے اُس میں پیداوار کریں جس کی قیمت کلیسیا کی ملکیت ہو۔

(د) لوگ اپنے گھروں میں صنعت اور حرفت کا کام کر کے اُس کی آمدنی کلیسیا کو دیں۔

(ہ) دیہاتی مسیحی کلیسیا جس میں کلیسیا نہ صرف جماعت کی روحانی حالت سے بلکہ اُس کی اقتصادی اور مجلسی زندگی کے بھی ہر پہلو سے وابستہ ہو۔

(و) کلیسیا کے ہر شریک سے مدد طلب کی جائے اور اُس کو کلیسیا کے سارے کاموں کی واقفیت بہم پہنچائی جائے اور اُس سے درخواست کی جائے کہ وہ ہر شعبے کی مدد کے لئے علیحدہ علیحدہ چندہ دے۔

(ز) مسیحی دہ یکی۔

(ح) کلیسیا روپیہ پیسہ جمع کرتے میں اپنے دلیسی اور مروجہ طریقوں کا استعمال کرے۔

+ + + + + -

چند مزید ضمنی نکتے:۔

مسیحی جماعت کو چاہیئے کہ اپنے روزانہ مالی کاموں اور منصبی فرائض کے ادا کرنے میں خداوند مسیح کی نجات دینے والی محبت ظاہر کرے۔ جاپان میں مختلف قسم کے کام کرنے والوں نے اپنے اپنے پیشہ کے لئے مسیحی جماعتیں بنا رکھی ہیں تاکہ مسیحی زندگی میں ایک دوسرے کی مدد کر سکیں اور اپنے غیر مسیحی ہم پیشہ بھائیوں کو خداوند مسیح کے پاس کھینچ لائیں چنانچہ استاد۔ ڈاکٹر۔ دائیاں۔ کاریگر۔ انجینیر ساہوکار۔ وغیرہ اس قسم کی مجالس میں شامل ہیں۔ کلیسیا ہی ایسا چشمہ ہے جس سے فضل کی ندی نکل کر ایسی برادریوں کو شاداب کر سکتی ہے۔ اور ہم سفارش کرتے ہیں کہ جاپان کی اس مثال کی تقلید ہر ملک میں کی جائے۔

ان باتوں سے آگے بڑھ کر دنیا کی مسیحی طاقتوں پر لازمی ہے کہ وہ زندگی کی مادی بنیاد کے متعلق اپنے رویّہ پر نظر ثانی کریں اور سوچیں کہ وہ اپنے ذرائع کو کس طرح زیادہ ذمہ واری سے بہترین طور پر استعمال کر سکتی ہیں۔ ڈاکٹر کگاوا نے کیا خوب کہا ہے کہ ہمیں اپنے روٹی مکھن کو بپتسمہ دینے کی ضرورت ہے

تاکہ آج کے دن جب دُنیا کی ضروریات اور کلیسیا کے لئے لاثانی موقعے ہیں ہم خدا کے وعدے کے پورا ہونے کا دعویٰ کر سکیں کہ وہ آسمان کی کھڑکیاں ہمارے لئے کھول دیگا۔ پرانی کلیسیائیں اس نازک مرحلے پہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا کر مدد کم نہیں کر سکتیں۔ ہم سب کو ماننا پڑیگا کہ موجودہ دُنیا کی بے ترتیبی کے پیچھے خدا کا ہاتھ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ خداوند ان مصیبتوں کے بعد ایسی طرزِ زندگی کی بنیاد ڈالیگا جو اُس کی پاک مرضی کے زیادہ مطابق ہوگی۔"

+ + + + +

(۶) سفارشات :-

ہم سفارش کرتے ہیں کہ

(۱) کلیسیا کی اقتصادی زندگی اُس کی اصلی صورت میں بطور ایک رُوحانی مسئلہ کے سمجھی جائے اور لوگوں کو قربانی سے چندہ دینے کی تعلیم دی جائے اور اُن کے اِس مسیحی فرض پر برابر زور دیا جائے۔

(۲) اور کلیسیا کے مالی طور پہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے سوال (یعنی سلف سپورٹ) کو بھی روحانی نظر سے ہی دیکھا جائے کیونکہ کچھ حد تک یہ حالت کلیسیا کی رضاکارانہ گواہی اور اُس کی ترقی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

(۳) ساری عالمگیر کلیسیا کی اقتصادی حالت ایک مجموعی امر ہے اس لئے دولتمند کلیسیائیں غریب کلیسیاؤں کی امداد خیرات کے طور پہ نہ کریں بلکہ اُسے مسیحی شرکت کا ایک ضروری فرض سمجھیں۔

(۴) دلیری سے نئی کلیسیاؤں کو مالی امداد دینے کی حکمتِ عملی میں تبدیلی کی جائے تاکہ جلد ایسی صورت پیدا ہو جائے جس سے اگر مدد بند بھی ہو جائے تو بھی کلیسیا کے ضروری کام میں رکاوٹ نہ ہو۔

(۵) جب کسی نئے علاقے میں کام جاری ہو تو شروع ہی سے نئی کلیسیا کا انتظام ایسا ہو کہ وہ خود اپنے خرچ کی متحمل ہوں۔

(۶) زور دیا جائے کہ ہر جگہ کلیسیا نے نہ صرف اپنے انتظام کو سنبھالنا ہے بلکہ اُس نے دوسروں کی خدمت بھی کرنی ہے۔

(۷) ہر ایک پاسبان کو تربیت دی جائے کہ وہ مجلسی اصلاح اور مجلسی خدمت میں سمجھ اور سرگرمی کے ساتھ اپنے شرکاء کی رہنمائی کر سکے۔

(۸) چونکہ بہت سے ملکوں میں لوگوں کی زیادہ کثرت دیہات میں رہتی ہے اس لئے علم الٰہیات کے مدرسوں میں دیہاتی کلیسیا کی مشکلات اور ذمہ واریوں کے لئے پاسبانوں کو خاص طور پر تیار کیا جائے۔

(۹) کلیسیا کا عملی کام اتنا وسیع ہونا چاہئے کہ تعلیم یافتہ نوجوان اُسے سرگرمی اور قربانی کی خدمت کے لئے بلاہٹ سمجھیں۔

(۱۰) کلیسیا اپنی تجاویز اور عمل میں اقتصادی اور مجلسی حالت کا خاص خیال رکھے اور اُسے سدھارنے کے پروگرام کو بشارت، تعلیم اور شفا دینے کے کام کے برابر درجہ دے۔

(۱۱) + + + +

(۱۲) مشنری بھیجنے اور مشنری حاصل کرنے والی دونو کلیسیائیں جلد دھیان دیں کہ وہ کس قدر اپنے ذرائع کا بہترین استعمال کر سکتی ہیں۔ بعض ضلعوں اور شہروں میں ایک سے زیادہ مسیحی فرقے کام کر رہے ہیں اور اُن کے بعض کام ایسے ہیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں اس لئے اُن سے روپیہ اور محنت ضائع ہوتے ہیں۔ ہر ایک ایسے بے سود کام کو بند کر دینا چاہئے۔

(۱۳) جہاں کہیں مناسب اور ممکن ہو کلیسیا مجلسی اور اقتصادی بہتری کے

لئے سرکار اور دیگر کام کرنے والوں کے ساتھ اشتراک کرے۔

(۱۴) کلیسیا اپنی ضمیر کو ٹٹولے اور سوچے کہ وہ کہاں تک اپنے عملوں میں مسیحی اصولوں پر کاربند ہے۔ وہ روپیہ کس طرح استعمال کرتی ہے۔ اپنے تنخواہ دار کام کرنے والوں کو کیا معاوضہ دیتی اور ان کی رہائش کا کیا انتظام کرتی ہے۔

(۱۵) اپنے تنخواہ دار کارندوں کی اقتصادی حفاظت کے لئے وہ پنشن یا پراویڈنٹ فنڈ کا انتظام کرے اور اس طور اُن کے لئے اپنی اقتصادی ذمہ واری کو پورا کرے۔

تیرھواں باب

تیرھویں زُمرے کا بیان

کلیسیا اور موجودہ مجلسی اور اقتصادی نظام

اِس زُمرے نے بتایا ہے کہ موجودہ دُنیا میں حیرت انگیز تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اور کلیسیا کا فرض ہے کہ ہر نسل کو سکھائے کہ خدا کی کلیسیا روحانی مجلس ہے۔ جس کا مقصد خدا کی بادشاہی قائم کرنا ہے۔ لیکن کلیسیا اپنے مقصد کو حاصل نہ سکیگی اگر وہ دوگونہ حکمت عملی اختیار نہ کرے۔ ایک طرف تو اُسے ہر مسیحی کو دلی تبدیلی کے لئے تیار کرتا ہے اور دوسری طرف مجلسی اصلاح میں حصہ لیتا ہے۔ بعض لوگ صرف کام پر زور دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کلیسیا نے دُنیوی مسائل کو مسیحی اصولوں کی روشنی میں حل کرنا ہے۔ لیکن حقیقت یوں ہے کہ یہ دو تو کام کلیسیا کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں اور اگر ایک پہلو کو نظرانداز کر دیا جائے یا اُس پر حد سے زیادہ زور دیا جائے تو کلیسیا کا کام نا تمام رہ جائیگا۔

اِس زُمرے نے بہت سے ایسے کاموں کا ذکر کیا ہے جو کلیسیا مجلسی اصلاح کے لئے دُنیا کے مختلف حصوں میں کر رہی ہے۔ اس کتاب میں ان مثالوں کا بیان نہیں دیا جاتا کیونکہ عام طور پر کلیسیا کے مجلسی اصلاح کے بہت سے مسیحیوں سے واقف ہیں جو کلیسیا کی طرف سے قائم ہیں۔

لیکن یہ زمرہ آگے چل کر زور دیتا ہے کہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ مجلسی اصلاح کا کام غیر روحانی ہے کیونکہ جب تک اس کام میں روحانی جذبہ اپنا اثر نہ رکھے اس کے نتائج مسیحی ارادے کے مطابق نہ ہونگے۔ محض مادی ترقی کی خاطر اگر کوئی پروگرام چلایا جائے تو اس سے کلیسیا کا مطلب پورا نہیں ہو سکتا۔ کلیسیا موجودہ مجلسی اور اقتصادی نظام کی خرابیوں سے بے بہرہ یا الگ تھلگ نہیں رہ سکتی کیونکہ جب تک یہ خرابیاں موجود ہیں۔ خدا کی بادشاہی قائم ہونی ناممکن ہے۔ اس لئے کلیسیا مجلسی اور اقتصادی اصلاح کی تجاویز سوچتی اور ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ خداوند دنیا میں اس لئے آیا کہ ہر ایک کو نئی زندگی اور بھرپور زندگی عطا کرے اور یہی اس زمرے کا پیغام ہے جو خلاصۃً اس مختصر کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔

چودھواں باب

چودھویں زمرے کا بیان

کلیسیا اور بین الاقوامی نظام

کلیسیا عالمگیر جماعت ہے اس لئے اسے ہر ملک اور ہر قسم کے نظام سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور مختلف قوموں کے باہمی رشتے اور ایک دوسرے کے ساتھ آپس کے تعلقات کا کلیسیا پر بھی اثر ہے۔ اس زمرے نے بتایا ہے کہ مسیحی نقطۂ نگاہ سے قوموں میں کیا تعلق ہونا چاہیئے اور ان کے باہمی جھگڑے کس طرح مسیحی اصولوں کے مطابق طے ہو سکتے ہیں۔ ہم اس زمرے کے بیان کو پورے طور پر یہاں درج نہیں کرتے۔ صرف چند ضروری پہلوؤں ہی کا ذکر کرنے پر اکتفا کرینگے۔ جب تامبرم میں کانفرنس جمع ہوئی تو بین الاقوامی آسمان پر کالی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ تاہم امید کی جا سکتی تھی کہ شاید انصاف اور انسانی خیر خواہی کے سورج کی کرنیں بادلوں کو ہٹا دیں۔ لیکن سب امیدیں خاک میں مل گئیں اور اب طوفان کا مقابلہ ہے۔

اس زمرے نے سب سے پہلے تین ضروری باتوں کا اعادہ کیا۔

(اول) کلیسیا موجودہ حالت سے بری الذمہ قرار نہیں دی جا سکتی۔ اگر کلیسیا پوری جانفشانی سے کام کرتی رہتی اور اس کے ممبر کافی تعداد میں ہوتے اور مسیحی اصولوں کی کافی تلقین کرتے رہتے تو دنیا ہرگز اس حالت تک نہ پہنچتی ایس

لئے کلیسیا کے لئے توبہ اور اقرار کا مقام ہے کہ وہ خدا کے حضور دوزانو ہو کر اپنے گناہ کا اقرار کرے اور معافی کی خواستگار ہو۔

(دوم) بین الاقوامی لڑائیوں کا تبھی خاتمہ ہو سکتا ہے جب انسان خداوند کی انجیل سے روحانی اور اخلاقی سبق سیکھ کر قومی اور بین الاقوامی زندگی کی بنیاد ڈالیں۔ خداوند نے ہمیں محبت کے دو قانون ایسے دئیے ہیں جن پر عمل کرنے سے ایک نئی دُنیا پیدا ہو سکتی ہے جو خداوند مسیح کی مرضی کے مطابق ہو سب سے بڑا اصول جس پر ہم نے عمل کرنا ہے وہ خدا سے محبت ہے اور اس محبت کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنے انسان بھائیوں سے بھی محبت کریں۔

مسیحی اصول اگرچہ قومیت کے منافی نہیں لیکن اس کا تقاضا ہے کہ کوئی کام ایسی حکمتِ عملی پر مبنی نہ ہو جس سے دوسری قوموں کو کوئی نقصان پہنچے۔ "خدا نے سب قوموں کو رُوئے زمین پر رہنے کیلئے ایک ہی خون سے پیدا کیا ہے"۔ اس لئے کوئی قوم دوسری قوم کے حقوق اور مفاد کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔

(سوم) ان مسیحی اصولوں کو سکھانا اور اُن پر دُنیا کو چلانا کلیسیا کا فرض ہے۔ لیکن کلیسیا اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خود ان باتوں پر عمل کر کے نہ دکھائے۔ کلیسیا پر لازم آتا ہے کہ وہ ہر قسم کے نسلی غرور سے پاک ہو اور اس میں مسیحی مساوات کا پورا ثبوت ملتا ہو۔

اگرچہ حکومت کے مختلف شعبوں میں بالواسطہ حصّہ لینا کلیسیا کے دائرے سے باہر ہے تاہم کلیسیا بین الاقوامی اشتراک کو بڑھانے کے لئے بہت کچھ کر سکتی ہے۔

جنگ کے متعلق مسیحی خیالات میں بہت فرق ہے۔ بعض لوگ جنگ میں حصّہ لینا ہر حالت میں مسیحی چلن کے برخلاف سمجھتے ہیں اور بعض لوگوں کی رائے

میں جنگ دُنیا سے تب تک مٹائی نہیں جا سکتی جب تک خداوند مسیح دوبارہ اپنے جلال میں واپس نہ آجائینگے۔ لیکن ہم سب متفق الرائے ہیں کہ لڑائی انسانی گناہ کا نتیجہ ہے اور گناہ کو دُور کرنا کلیسیا کا کام ہے۔ ہر مسیحی اپنے رویہ کا خود ذمہ وار ہے۔ لیکن ہم سب کو مل کر خدا سے معافی مانگنی چاہیئے۔

مشنری سوسائٹیاں اپنے کام سے بین الاقوامی اشتراک بڑھانے میں بہت مدد دے سکتی ہیں۔ وہ خود مسیحی اشتراک کا نتیجہ ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ از سرِ نو اپنے کام پر نظر کریں اور اسے قومیت سے بالاتر بنا دیں۔ اگر ایک ملک کی مشنری سوسائٹی دوسرے ملکوں کے شہریوں کو بھی اپنے کام میں شامل کرے تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ حاصل کلام یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلیسیا اپنی عالمگیر برادری کے اظہار سے بین الاقوامی نظام کو خداوند مسیح کے اصولوں کے مطابق بنانے میں رہنما بن سکتی ہے۔

اس زُمرے کو یقین واثق ہے کہ اس نازک زمانے میں کلیسیا کا پیغام دُنیا کو پھر سیدھے راستے پر لا سکتا ہے کیونکہ خدا کی دانائی کبھی شکست نہیں کھاتی اور خدا کا ہاتھ دُنیا کو بچاتے وقت پیچھے نہیں رہ سکتا۔

پندرھواں باب

پندرھویں زمرے کا بیان

۱۔ مملکت اور کلیسیا:۔

(۱) کلیسیا کو چاہئے کہ مملکت کی طرف اس کا ایسا رویہ ہو جو محض نکتہ چینی اور تخریب پر ہی منحصر نہ ہو بلکہ اُس میں اصلاح اور خدمت کی روح پائی جائے اس لئے کہ کلیسیا کو شکریے کے ساتھ یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ مملکت کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ قانون اور آئین کو برقرار رکھے اور اپنے شہریوں کی عام زندگی کو بہتر اور زیادہ خوش بنائے۔

(۲) کلیسیا بعض باتوں میں مملکت کی خاص خدمت بھی کر سکتی ہے اور

(الف) اُس خاص خدمت کا ایک پہلو یہ ہونا چاہئے کہ وہ اصرار کرے کہ مملکت اپنے تمام قانونی۔ انتظامی اور دائرہ حکومت میں راستبازی اور انصاف کے اُن بنیادی اصولوں سے سرِمو پرے نہ ہٹے جن پر عمل پیرا ہونے سے ہی قومیں اپنے سچے عروج پر پہنچ سکتی ہیں۔

(ب) رفاہِ عام کے سب کاموں میں کلیسیا دل و جان سے مملکت کی مدد کر سکتی ہے۔

(ج) کلیسیا کو چاہئے کہ جب مملکت انصاف اور راستبازی کے اصولوں کو توڑے تو وہ نکتہ چینی کرنے سے پہلو تہی نہ کرے۔

ہر ایک کلیسیا کو تین خطروں سے بچنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو۔

(۱) کہ کلیسیا اپنے خیالات کو بے سوچے سمجھے ملک کے عام خیالات کے مطابق بنالے۔

(۲) کہ کلیسیا مملکت کے ماتحت ہو کر اپنے فرائض منصبی کو بھلا بیٹھے اور ڈر سے ہر مرکو جائز نکتہ چینی اور مسیحی نکتہ خیال سے پرکھنے کے فرض سے کوتاہی کرے۔

(۳) مملکت کے دباؤ کی وجہ سے وہ اپنے ملک اور قوم کی بے لوث خدمت کرنے کا ارادہ چھوڑ دے۔

۲۔ کلیسیا اور مملکت میں کش مکش:۔

دُنیا کے بعض حصّوں میں کلیسیا اور مملکت کے درمیان کش مکش بڑھ رہی ہے۔ ایسی صورتِ حال کسی قدر کلیسیا کی اپنی غلطی سے پیدا ہوئی ہے لیکن بعض ملکوں میں مملکت اپنے شہریوں کے نقطہ نگاہ کو ایسا بن جانے کی ہمت دلاتی ہے جو مسیحی اصول کے عین مخالف ہو بلکہ بعض دفعہ وہ ایسے نقطۂ نگاہ کو جبراً لوگوں پر عائد کرتی ہے۔ جب کلیسیا کو ایسے خطرے کا سامنا ہو تو اُسے خود مملکت کی خاطر اور اپنی لازمی زندگی اور گواہی کو برقرار رکھنے کے لئے مجبوراً اپنی آواز اٹھانی پڑتی ہے۔

۳۔ کلیسیا کے حقوق:۔

(الف) مذہبی آزادی کے بعض حقوق ایسے ہیں جن کے لئے کلیسیا کو اصرار کرنا چاہئے وہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرنے کی مرتکب ہوگی اور اُس کی اپنی طاقت زائل ہو جائیگی اور اُس کا پہلا اثر جاتا رہیگا۔ وہ حقوق یہ ہیں۔

(۱) عام عبادت کے لئے بے روک ٹوک جمع ہونا۔

(۲) اپنے عقیدے کو مرتب کرنا۔
(۳) مذہبی خدمت کے لئے تسلی بخش جماعت پادریوں کی تیار کرنا۔
(۴) اپنے شرکاء کو شامل کرنے کی شرائط بنانا۔
(۵) اپنے نوجوانوں کو مذہبی تعلیم دینا۔
(۶) علانیہ خداوند مسیح کی انجیل سنانا۔
(۷) جو شخص درخواست کریں اُن کو اپنی برادری میں شریک کرنا۔

یہ تو ایسے حقوق ہیں جن سے دست برداری ناممکن ہے۔ لیکن مذہبی آزادی کے چند اور بھی پہلو ہیں جن کا کلیسیا کو دعویٰ کرنا چاہیئے مثلاً

(الف) اپنے ملک میں اور باہر دونوں جگہ مسیحی خدمت اور بشارت کرنا۔
(ب) مقامی کلیسیائیں قائم کرنا۔
(ج) مسیحی علم ادب چھاپنا اور تقسیم کرنا۔
(د) ضروری جائداد تیار کرنا اور اُسے اپنی ملکیت میں رکھنا اور اپنے ملک میں اور باہر کام کے لئے روپیہ جمع کرنا۔
(ہ) اپنے ملک اور باہر کی دوسری کلیسیاؤں کے ساتھ شراکت کرنا۔
(و) لوگوں کی ان کی عبادت اور مذہبی تعلیم کا اپنی زبان میں انتظام کرنا۔
(ز) پراٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے رومن کیتھلک ممالک میں وہی حقوق ہونے چاہئیں جو پراٹسٹنٹ ممالک میں رومن کیتھلک کلیسیاؤں کو حاصل ہیں۔
(ح) مسیحی طریقے پر عمل میں آئی ہوئی شادیوں کو قانونی درجہ دیا جانا۔
(ب) جب ہر کلیسیا خود ہی فیصلہ کرنے کی اہل ہے کہ کب اُسے مملکت کے ایسے قانونوں۔ قاعدوں یا انتظام اور عمل کو منظور کرنے سے انکار کرنا چاہیئے جن

سے اُس کے ضروری عملوں میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو لیکن ایک امر پر زور دینا ضروری ہے وہ یہ کہ جب ایک کلیسیا اپنی ضمیر کی خاطر کسی مملکت کے مطالبوں سے انکار کرے تو دوسری کلیسیاؤں کو سمجھنا چاہیئے کہ کس اصول کے لئے کش مکش کی جا رہی ہے اور اسے دانشمندانہ طور سے عملی یا روحانی کمک پہنچانی چاہیئے۔

۴۔ موجودہ بندشیں :۔

دُنیا پر گہری نظر ڈالنے سے ہمیں یہ جان کر حیرت ہے کہ آج کلیسیاؤں پر ایسی بندشیں لگائی جا رہی ہیں جو اُن کے ضمیر کے خلاف ہیں۔ ہمارے پاس کافی ثبوت ہے کہ بعض جگہ مشنری بشارتی کام کی ممانعت ہے بعض جگہ مملکت کلیسیا کی اندرونی زندگی میں دخل انداز ہو رہی ہے اور بعض جگہ تو کلیسیا کو ایذا پہنچائی جا رہی ہے۔

۵۔ کلیسیا کے تین مقصد :۔

دُنیا بھر میں کلیسیا کو ایسی کش مکش کا سامنا ہے اس حالت میں کلیسیا اور اُس کے شرکاء کے بارہ میں خدا کی کیا مرضی ہے۔

(الف) کلیسیا کا سب سے پہلا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ وہ مسیحی طریقوں سے کوشش کرے کہ بندشیں ہٹائی جائیں۔
(ب) ساتھ ہی کلیسیا کو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ ایسی بندشیں لگنے کا اصلی سبب کیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو حکومت کی شکایات کو دور کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔
(ج) کلیسیا حکومت کے ساتھ اپنے رشتہ میں اِس بات کی گواہی دے کہ اُس کی سب سے اولین وفاداری خدا کے ساتھ ہے اور اگر اُسے دکھ بھی اٹھانا پڑے تو بھی وہ ہر بات میں خداوند مسیح کی رُوح کو ظاہر کرے۔

۶- بندشوں کے اندر کام کرنا:-

کلیسیا کے سامنے دو مسئلے ہیں۔

اوّل- کہ باوجود بندشوں کو عارضی طور پر منظور کرتے کے وہ کس طرح اپنی لازمی زندگی کو برابر بسر کرتی جاسکتی ہے۔

دوم- اُن گروہوں کی طرف اُس کا کیا رویہ ہو جو مملکت میں قلیل التعداد ہونے کی وجہ سے بے انصافی کا شکار ہو رہی ہوں اور کلیسیا کی پناہ مانگیں ہمارا خیال ہے کہ ہر بے انصافی کے خلاف کلیسیا کو آواز اٹھانی چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کلیسیا کے ایک شریک کو مصیبت کا سامنا ہو تو ساری کلیسیا اُس دُکھ میں شریک ہے۔

آخر کار ہم کو خداوند مسیح کی خاطر سب دُکھ اٹھانے والوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنی چاہیئے اور دُعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کو تسلّی اور آرام دے اور اُن کی گواہی رائگاں نہ جائے۔ اور خدا ہم کو طاقت دے کہ اگر ہمارے ایمان کی آزمائش ہو تو ہم بھی اُس امتحان میں پورے اُتریں۔

ہم جملہ کلیسیا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایک مقررہ دن اکٹھے ہو کر اپنے اُن مسیحی بھائیوں کے لئے دُعا کریں جو خداوند مسیح کی خاطر دُکھ اٹھا رہے ہیں۔

سولھواں باب

(سولھویں زُمرے کا بیان)

اتحاد اور شراکت

سنہ ۱۹۱۰ء میں جو بین الاقوامی مشنری کانفرنس اڈنبرا میں منعقد ہوئی تھی اُس نے فیصلہ کیا تھا کہ مشنری کام میں باہمی شراکت کی بہت ضرورت ہے اور اب دُنیا کے ہر حصّے سے خبریں آرہی ہیں کہ اس پہلو میں بہت نمایاں ترقی ہوئی ہے اور اس کے لئے ہمیں خدا کا شکر کرنا چاہیئے لیکن ہم شرمسار ہیں کہ کلیسیاؤں میں ابھی تک اتحاد نہیں ہُوا اور ایک دوسرے کے ساتھ شراکت میں بھی بہت کمی ہے تاہم ہمیں اس امر کا پورا اقرار ہے کہ شراکت کے ذریعے کلیسیائیں ایک دوسرے کو زیادہ سمجھنے لگی ہیں اور ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے لگی ہیں اپنے مالک خداوند مسیح کے کام میں حصہ دار بننے سے ہم ایک دوسرے کے روحانی تجربے کی دولت اور وراثت کی زیادہ قدر کرنے لگے ہیں اور زیادہ یکجان بن رہے ہیں۔ اس روحانی یک جہتی نے ہم پر واضح کر دیا ہے کہ ہمارا ظاہری نفاق خدا کی بادشاہی کے پھیلنے میں کس قدر مارج ہے۔ خدا کی محبت ہی اِس دُنیا کو نااتفاقیوں سے بچا سکتی ہے اور کلیسیا کی ظاہری تقسیم خدا کے متعلق ہماری گواہی کو ناکارہ بنا دیتی ہے۔ ہم نے معلوم کرلیا ہے کہ مسیحی خدمت کے بعض شعبے ایسے ہیں جو صرف متحدہ کوشش سے

شروع کئے جا سکتے ہیں یا کامیاب بنائے جا سکتے ہیں ہمارے پاس اس بات کی کافی گواہی ہے کہ شراکت کے سبب بعض ایسے مشکل کام سرانجام پا گئے ہیں جن کا علیحدہ علیحدہ پورا کرنا ناممکن نظر آتا تھا۔ ہم خوشی اور دلی تسلی سے اپنے کامل یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ خدا نے خود ہمیں اس شراکت کے راستے پر ڈالا ہے اور ہماری شراکتی خدمت پر اپنی برکت کی مہر ثبت کی ہے۔

اس لئے ہم ملتجی ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ شراکت جاری رکھیں۔ اور اُن شعبوں میں جہاں شراکت سے کام نہیں لیا جا رہا یا شراکت کافی درجے تک برتی نہیں جا رہی زیادہ شراکت سے کام کریں۔

+ + + +

ہم خاص طور پر زور دینا چاہتے ہیں کہ کلیسیا کے تادیبی نظام میں شراکت کی سخت ضرورت ہے۔ کلیسیاؤں کو چاہئے کہ وہ اتفاق سے یکساں تادیبی انتظام کریں اور اگر ایک کلیسیا کسی اپنے شریک کی تادیب کرے تو دوسری کلیسیائیں اس حکم کی خلاف ورزی کے لئے کسی قسم کی مدد نہ دیں۔ لازم ہے کہ شادی کی رسوم اور دیگر رواجوں کے متعلق سب کلیسیاؤں کا رویہ یکساں ہو اور یہ رسم و رواج لوگوں کی مجلسی ترکیب کے مناسب ہوتے ہیں اور اس میں مجلسی زندگی کی سب خوبیاں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر کلیسیائیں یکساں معیار اور یکساں طرز عمل برقرار نہ رکھیں تو خاندانی زندگی کی مسیحی سطح اور مجلسی رشتہ داریوں کی خوبیاں اپنی اصلی بلندی سے نیچے گر جائیں گی۔ ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہر علاقے میں ساری مسیحی کلیسیاؤں اور مشنوں کے لئے یہ نہایت واجب اور دانشمندانہ عمل ہوگا کہ ایک دوسرے کے صلاح و مشورہ سے سارے علاقے کے کام کو اس طور سے ترتیب دیا جائے کہ کام بہترین طریقے سے ہو سکے اور کلیسیا فضول خرچی اور ایک ہی کام کو بے سود طور پر دوبارہ کرنے سے بچ جائے۔

+ + + + + + +

ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ بیدار انہ محبت بڑھ گئی ہے۔ اور ہم شراکت کے ذریعے ایک دوسرے سے زیادہ ہمدردی کرنے لگے ہیں یہ سمجھتے ہی ہمیں پورا یقین ہے کہ شراکت میں ابھی اور ترقی کی بڑی ضرورت ہے۔ لیکن ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مسیحی ذمہ واری کے بعض پہلو ایسے ہیں جو محض شراکت ہی سے حل نہیں ہو سکتے اور ان کے لئے کلیسیائی اتحاد ہی اکسیر دوا ہو سکتی ہے۔ تجربے نے خاص کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم بشارتی کام میں شراکت سے خدا وند کو پیش آ کر سکتے اور اس کے لئے تو مزید بھی حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کے بعد دوسرا قدم ہم اکٹھا نہیں اٹھا سکتے اور ہم کو نئے مریدوں کو پاسبانی مدد دینے میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا پڑتا ہے اور صرف کلیسیائی اتحاد ہی سے اکٹھے ہو کر اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔

+ + + + + + +

ہم شکرگذاری سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے پچھلے سالوں میں کلیسیائی اتحاد میں نمایاں ترقی دیکھی ہے اور دنیا کے کئی حصوں میں بعض کلیسیاؤں میں اتحاد ہو گیا ہے یا اتحاد کے لئے بات چیت ہو رہی ہے۔ جنوبی ہندوستان میں جو کوشش ہو رہی ہے وہ ہماری خاص توجہ اور دعاؤں کی محتاج ہے کیونکہ اس میں اُسقفی جماعتی اور پریسبیٹیرین تینوں عنصر مل کر اتحاد کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ایسی تجویز کی تلاش میں ہیں جس میں ان تینوں اصولوں کو کلیسیا میں برقرار رکھا جائے اور اس کوشش کی تقلید میں دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی اتحاد کے لئے باہمی گفت و شنید ہو رہی ہے۔

اس زمرے میں نئی کلیسیاؤں کے نمائندے بھی شامل ہیں اور انہوں نے مناسب سمجھا ہے کہ وہ اپنا ایک خاص بیان متفقہ رائے سے سارے زمرے کے

سامنے پیش کریں اور یہ درخواست کریں کہ دُنیا کی ساری کلیسیائیں اُن کے بیان پر غور کریں اور خدا سے دُعا کریں کہ اُن کی یہ خواہش جلد پوری ہو۔

نئی کلیسیاؤں کے نمایندوں کا بیان:۔

اس زمرے کی کارروائی نے ہم پر صاف ظاہر کر دیا ہے کہ مسیحیت کی تقسیم کا سب سے گہرا اثر ان علاقوں پر پڑتا ہے جہاں کہ مشنوں کا کام ہو رہا ہے۔ نئی کلیسیاؤں کے نمایندوں نے بہت سی مثالیں بتائی ہیں کہ کس قدر بعض کلیسیاؤں میں افسوسناک مقابلے کی رُوح پائی جاتی ہے۔ اور ایک سے زیادہ کلیسیاؤں کے یکساں اور منطبق کام کرنے سے روپیہ اور وقت ضائع ہو رہا ہے اور اس اندرونی پھوٹ کی وجہ سے بہت سے گروہ اور شخص کلیسیا میں شامل ہونے سے رک گئے ہیں۔ ہماری کلیسیائی علیحدگی ایمانداروں کے لئے ٹھوکر اور غیر مسیحیوں کے لئے ہنسی کا موجب ہے۔ ہم شرم سے سر جھکائے ہوئے یہ اقرار کرتے ہیں کہ اکثر ہم خود ہی اپنے مالک کے مذہب کی بے عزتی ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس زمرے کے اجلاسوں میں نئی کلیسیاؤں کے سب نمایندے یک دلی سے یہ کہہ چکے ہیں کہ ہماری کلیسیائیں دلی جوش اور تمنا سے یہ چاہتی ہیں کہ تمام کلیسیائیں ظاہری اور نظامی طور پر ایک کلیسیا بن جائیں۔ اس خواہش کا اظہار کرنے والے نمایندے اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ روحانی طور پر کلیسیائیں ایک دوسرے کے بہت نزدیک آگئی ہیں۔ اور اس لئے ہم شکرگذاری سے یہ اعتراف کرتے ہیں کہ شراکت بڑھ رہی ہے اور ایک دوسرے کے نقطہ نگاہ سے بہت ہمدردی پیدا ہو گئی ہے اور ان پہلوؤں میں ہر طرف ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن ہم ایسی صورتِ حال کو کافی نہیں سمجھتے کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ہماری منزلِ مقصود کلیسیا کا ظاہری اور نظامی اتحاد ہے مگر

اس منزل تک پہنچنے کے لئے ہمیں دیانتداری سے اُن اصولوں کا بھی مطالعہ کرنا پڑیگا جن پر کلیسیاؤں کا اختلاف ہے اور کلیسیا کے عام شرکا کو یہ سکھانا پڑیگا کہ کن چیزوں سے اتحاد حاصل ہو سکتا ہے اور کون کون سی جرأت آمیز قربانیوں کی ضرورت ہے صرف ایک کلیسیا ہو جانے سے ہی ہم اپنے نفاق کی خرابیوں کے نتائج کو دور کر سکتے ہیں۔ دُنیا کے مختلف حصّوں میں کلیسیائی اتحاد کے لئے بہت سی تجاویز پیش ہو رہی ہیں لیکن نئی کلیسیاؤں کا پودا پُرانی کلیسیاؤں نے لگایا ہے اور وہ اپنی پَود لگانے والی کلیسیاؤں سے پورے طور پر وفادار رہنا چاہتی ہیں اس لئے وہ ان کی رضامندی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتیں اور اس امر میں ان کی پوری مدد اور ہمدردی کی خواہاں ہیں۔ بعض دفعہ اُن کے لئے صحیح راستہ اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے ایک طرف تو وہ اپنی مادر کلیسیا کے خیال کے برخلاف عمل کرنے سے جھجکتی ہیں اور دوسری طرف وہ کلیسیائی اتحاد کے معیار کو چھوڑ نہیں سکتیں۔ اس لئے ہم مشنری سوسائٹیوں اور پُرانی کلیسیاؤں کے ذمہ وار حکام سے پُرزور اور پُرجوش درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس بات پر پورے دل سے غور کریں اور نئی کلیسیاؤں کے ساتھ مل کر اس کلیسیائی اتحاد کو حاصل کرنے کے لئے سخت کوشش کریں اور ہر طور سے ہماری مدد کریں تاکہ ہم نااتفاقی کی رُسوائی سے بچ جائیں اور ہمیں اتحاد کا راستہ دکھائیں کیونکہ خود خداوند نے اتحاد کے لئے دُعا کی کیونکہ کلیسیا کے ایک ہو جانے سے ہی دُنیا ہمارے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لائیگی اور اُس کے الٰہی پیغام کی شنوا ہوگی۔“

سفارشیں:۔

ہم سفارش کرتے ہیں کہ

(۱) اس پر غور کیا جائے کہ کس طرح سے کلیسیائیں تادیبی انتظام۔ شادی اور دیگر مجلسی زندگی کی رسوم میں شراکت سے یکساں معیار اور طرزِ عمل قائم کر سکتی ہیں۔

(۲) تمام درسگاہوں اور دیگر شعبوں پر جو ایک سے زیادہ کلیسیاؤں کی شراکت سے جاری ہیں دوبارہ غور کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ ان دو اصولوں کو نظر انداز نہیں کر رہی ہیں (اول) ان کے انتظام میں دیسی کلیسیاؤں کا بااثر حصہ ہونا چاہیئے (دوم) وہ سارے مسیحی کام کا ایک حصہ ہوں اور اس کے ساتھ ملحق ہوں اور علیحدہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ہوئے نہ ہوں۔

(۳) بین القومی مسیحی کونسل اور نیشنل کرسچن کونسلیں لگاتار اور خلوصانہ یہ کوشش کریں کہ وہ مسیحی حلقے جو ابھی تک شراکت میں شامل ہونے سے گریز کر رہے ہیں ہماری برادری میں شامل ہو جائیں۔

(۴) نیشنل کرسچن کونسل کوشش کرے کہ تمام علاقوں میں ساری کام کرنے والی کلیسیائیں اپنے کام میں ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کریں اور اکٹھی ہو کر کام کو آپس میں بانٹ لیں اور اپنی تجاویز میں نیشنل کرسچن کونسل سے مشورہ لیتی رہیں۔

(۵) خدا کلیسیا کے اتحاد کی ہدایت کر رہا ہے اور نئی کلیسیائیں جلد اس منزل تک پہنچنے کے لئے بیقرار ہو رہی ہیں۔ اس لئے پرانی کلیسیاؤں پر لازم آتا ہے کہ وہ نہایت سنجیدگی سے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تجاویز سوچیں۔ دعا کریں اور عملی قدم اٹھائیں۔

بی۔آر۔ بی۔ ایس۔ پریس انارکلی۔ لاہور
میں
باہتمام مسٹر ایف۔ڈی۔ وارث پرنٹر و پبلشر
چھپکر
پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور
سے شائع ہوئی